عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۱۰ شوال المکرم

فروری

۱۹۹۸ء

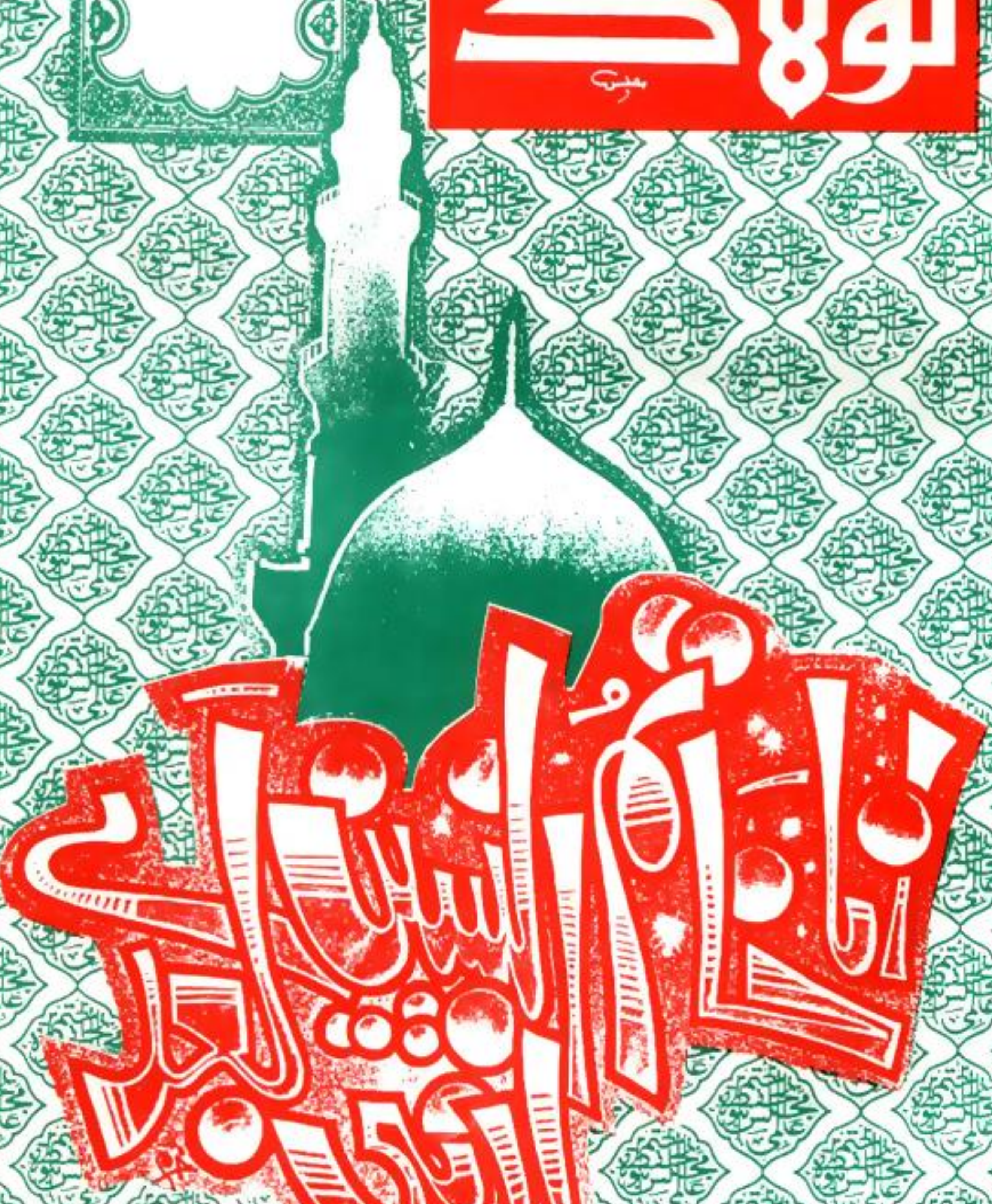

بیادگار مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ

۳۷ / ۱ / ۱۰

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان
حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت
حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زبیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترتیب

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نئے صدر..... اداریہ ۳

عدلیہ انتظامیہ اختلافات... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ.. ۸

قادیانیوں کے کرتوت............ ڈاکٹر وحید عشرت ۱۲

قادیانی سازش بے نقاب............. فاروق عادل ... ۱۵

موجودہ بحران اور قادیانی................. ... ۲۲

رواداری کی وسعت اور قادیانی...... حضرت مولانا اللہ وسایا .. ۳۵

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کے خلفا کی فہرست.... ۴۲

جماعتی سرگرمیاں.................. ادارہ ۴۴

اداریہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نئے صدر

سابق سینیٹر جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ ملک اور قوم کے لئے نئے عیسوی سال کا پہلا جانفزا ہوا کا جھونکا بن کر آئے ہیں۔ انہوں نے یکم جنوری ۱۹۹۸ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نئے صدر کی حیثیت سے ایک سادہ مگر پروقار تقریب میں اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔ ۳۱ دسمبر کو صدارتی انتخاب میں مسلم لیگ کے نامزد امیدوار کی حیثیت سے صدر محمد رفیق تارڑ نے تاریخ ساز کامیابی حاصل کی۔ ملک کے چاروں صوبوں کی اسمبلیوں نے انہیں جی کھول کر ووٹ دیئے اور ایک ایسے اعزاز سے نوازا جس کی پہلے نظیر نہیں ملتی۔ صدارتی انتخاب میں ان کی فقید المثال کامیابی نے بڑے صوبے سے صدر منتخب کرنے کی علاقائی اور صوبائی سوچ کو بھی یکسر مسترد کر دکھایا ہے۔ صدر محمد رفیق تارڑ کے انتخاب نے ثابت کردیا ہے کہ علاقائی اور صوبائی تعصب خود غرض سیاست دانوں کا پیدا کردہ ہے۔ تمام صوبوں سے وابستہ لوگ اپنے آپ کو ایک ہی قوم خیال کرتے ہیں۔

صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ جس رات بطور صدر نامزد ہوئے وہ "شب برات" تھی۔ اور جس دن انہوں نے ملک کا اعلیٰ ترین منصب سنبھالا ' اس دن رمضان المبارک کا پہلا روزہ تھا۔ مسلم لیگ کے صدارتی امیدوار کی حیثیت سے محترم محمد رفیق تارڑ کا چناؤ سیاسی حلقوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ بلکہ خود نئے صدر مملکت کے نہاں خانہ دماغ کے کسی گوشہ میں اپنے صدر بننے کا کوئی تصور تک موجود نہ تھا۔ موصوف نے اپنی ستر سالہ زندگی میں اس بڑے منصب سے متعلق شاید کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی انکے دل میں ایسی خواہش نے کبھی انگڑائی لی تھی۔ بڑے لوگ اس منصب کے لئے کیا کیا پاپڑ نہیں بیلتے' کیسے کیسے جتن نہیں کرتے؟ صدارت کا عہدہ تو دور کی بات ہے۔ نئے صدر صاحب نے تو سینیٹر بننے کے بارے میں بھی کبھی نہ سوچا تھا۔ "محترم جسٹس" محمد رفیق تارڑ نے اپنے کیریر کا آغاز ایک معمولی وکیل کی حیثیت سے کیا تھا۔ کچہری سے ایوان عدل ' ایوان عدل سے ایوان بالا اور ایوان بالا سے ایوان صدر تک تمام عہدے اور مناصب ایک درویش اور مرد قلندر کے دروازے کی دہلیز پر خود دستک دیتے رہے

نہ تخت و تاج میں نہ لشکرو سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے صدر مملکت محترم محمد رفیق تارڑ کا انتخاب کرکے بلاشبہ ایک اعلیٰ اور منفرد روایت کا اضافہ کیا ہے۔ یہ انتخاب قومی سوچ' اسلامی فکر اور جذبہ حب الوطنی کا آئینہ دار ہے۔ بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ کی نامزدگی وزیر اعظم کا نہیں بلکہ ان کے والد گرامی میاں محمد شریف کا فیصلہ ہے۔ یار لوگوں نے ایسے حسن انتخاب پر داد تحسین دینے کی بجائے اسے بھی تنقید کا نشانہ بنا کر ذہنی پستگی کا ثبوت دیا ہے۔ انہیں ایسے انتخاب پر بخل اور کم ظرفی کی بجائے فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے

تھا۔ جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ کا بطور نئے صدر انتخاب اسی لحاظ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ کہ تمام سیاسی حلقوں کی قیاس آرائیاں‘ پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئی ہیں۔ ان کی نامزدگی کا اعلان اس قدر غیر متوقع‘ ڈرامائی اور چونکا دینے والا تھا۔ کہ حیرت واستعجاب سے بے شمار سیاسی رہنماؤں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ جبکہ بیشتر سیاسی رہنماؤں کے منہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گئے۔

بہت کم لوگوں نے اس بات پر غور کیا ہو گا۔ کہ شدید آئینی بحران کے بعد نئی اور نازک صورتحال کے پیش نظر نئے صدر کی نامزدگی اور انتخاب حکومتی پارٹی اور بالخصوص وزیر اعظم کے لئے ایک کڑا امتحان تھا۔ یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں۔ کہ حکومتی جماعت میں بعض سرکردہ سیاسی شخصیتیں صدارت کے عہدہ کے لئے خواہش مند تھیں۔ ایک نے تو باقاعدہ سہرا سجا رکھا تھا۔ جبکہ دوسری شخصیت نے سہرا چھپا رکھا تھا۔ لیکن معاملہ .... اے بسا آرزو کہ خاک شد‘ ثابت ہوا۔ جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ کا انتخاب واقعتاً” حیران کن تھا۔ حکومت اور عدلیہ کی اعصاب شکن جنگ کے بعد میاں نواز شریف کی جگہ کوئی اور وزیر اعظم ہوتا تو ردعمل کے طور پر یقیناً” عدلیہ سے وابستہ رہنے والی شخصیت کا انتخاب نہ کرتا۔ ہزار اختلاف کے باوجود یہ کریڈٹ وزیر اعظم کو جاتا ہے کہ انہوں نے فطری رد عمل کے برعکس عدلیہ برادری سے وابستہ رہنے والی شخصیت کا چناؤ کرکے یہ ثبوت فراہم کیا ہے۔ کہ وہ بہر طور عدلیہ کے وقار کو مقدم رکھتے ہیں اور عدلیہ سے متعلق ان کے دل میں کوئی سی رنجش باقی نہیں ہے۔

حسن وہ ہوتا ہے جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ صدر مملکت محمد رفیق تارڑ کے انتخاب پر مختلف الخیال لوگوں نے مثبت رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ اپوزیشن لیڈر بیگم بے نظیر بھٹو کو داڑھی والے صدر پر غیض وغضب کا اظہار کرنا چاہیے تھا۔ لیکن موصوفہ نے جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ کی نامزدگی کے اعلان کے موقع پر نہ صرف اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ بلکہ چیف الیکشن کمشنر کی طرف سے ان کے کاغذات نامزدگی مسترد کئے جانے پر برہمی کا اظہار بھی کیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ کے صدر منتخب ہونے کے بعد اپوزیشن لیڈر نے انہیں گھر کا صدر قرار دے کر حکومت کو طعنہ دینے کی کوشش کی۔ بیگم صاحبہ شاید بھول گئیں کہ ہر آنے والا گھر کے صدر کی حیثیت سے آتا ہے۔ سابق صدر فاروق لغاری بھی تو بیگم بے نظیر بھٹو کے گھر کے ہی صدر تھے۔ محترم رفیق تارڑ خوش قسمت صدر ہیں کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے ان کی ذات کے حوالہ سے اختلاف نہیں کیا۔ چیف آف دی آرمی سٹاف جہانگیر کرامت نے محترم محمد رفیق تارڑ کو نیک صدر قرار دے کر کتنی بڑی سند فراہم کی ہے۔ آج کل حکومتی پارٹی سب سے زیادہ محترم قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی کی جارحانہ تنقید کا نشانہ بن رہی ہے۔ انہوں نے نئے صدر کی نامزدگی اور انتخاب پر کسی خاص رد عمل کا اظہار نہیں کیا۔ دفعہ 62،63 کے معیار پر پورا اترنے کے زمرے میں محترم قاضی صاحب نے نئے صدر کے انتخاب پر ہاتھ ڈھیلا رکھ کر انتہائی کرم نوازی فرمائی ہے۔

صدر مملکت محترم محمد رفیق تارڑ کی ذات اب محتاج تعارف نہیں۔ انصاف اور قانون کی دنیا میں موصوف پہلے بھی پہچانے جاتے تھے۔ ان کی پوری زندگی دیانت داری‘ راستبازی‘ عاجزی وانکساری‘ مہمان

نوازی اور سادگی کے علاوہ اسلام دوستی عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وابستگی اور جذبہ حب الوطنی سے عبارت ہے۔ ملک میں موجود سیکولر تنظیمیں اور لادینی سیاسی عناصر نئے صدر کی آمد سے خاصے بے چین دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا اضطراب ایک فطری عمل ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اسلام دشمن قوتوں اور بالخصوص یہود ہنود کو پاکستان کے نئے صدر کا وجود کانٹے کی طرح کھٹکتا محسوس ہوگا۔

نئے صدر نیک دل' نیک سیرت' درویش صفت شخصیت کے مالک ہیں۔ انہی ذاتی اوصاف کی بنا پر محترم محمد رفیق تارڑ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسلام دوستی اور مذہبی لگاؤ کی بدولت ان کی آمد سے جنرل ضیاء الحق شہید کی یاد تازہ ہوگئی ہے۔ ضیاء الحق شہید اپنے دور حکومت میں عملاً" مکمل اسلامی نظام تو نافذ نہ کرسکے۔ لیکن انہوں نے ملکی اور بین الاقوامی طور پر گھمبیر مسائل کے باوجود زکواۃ و عشر کے نظام کو متعارف کرایا۔ اور اسلامی شعائر کو اجاگر کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑی۔ نئے صدر اگر جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے ادھورے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کرلیں تو یہ اس ملک اور قوم پر احسان عظیم ہوگا۔

نئے صدر محترم محمد رفیق تارڑ' سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خوابوں کی تعبیر' چوہدری افضل حق کے نظریات کی تفسیر ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی سربلندی' پاکستان کا استحکام اور عوام کی بے لوث خدمت ان کا نصب العین ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کے لئے نئے صدر کو نیا حوصلہ نیا عزم عطا فرمائے۔ انہیں اسلام دشمن طاقتوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

دہشت گردی کی نئی لہر

کچھ مدت سے محسوس کیا جارہا تھا کہ دہشت گردی تھم گئی ہے۔ اب اللہ نے چاہا تو ملک میں سکون ہوجائے گا۔ ۱۱ جنوری کو مومن پورہ لاہور کے سانحہ نے ایک دفعہ پھر پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ مذہبی دہشت گردی کے حوالہ سے سنی ہوں' یا اہل تشیع' ان کی عبادت گاہوں کا تقدس کئی بار مجروح ہوا۔ مومن پورہ کا سانحہ اس لحاظ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ کہ مسجدوں اور امام بارگاہوں کے بعد اب قبرستان کی حرمت کا خیال بھی نہیں رکھا گیا۔ نامعلوم دہشت گردوں کی اندھا دھند فائرنگ سے ۲۲ افراد ہلاک اور ۲۰ کے قریب زخمی ہوئے۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ فائرنگ پانچ سے سات منٹ تک ہوتی رہی۔ مسلم معاشرے میں ایسی سفاکانہ واردات کی جتنی مذمت بھی کی جائے کم ہے۔

تحریک جعفریہ پاکستان کے قائد ساجد علی نقوی نے اس سانحہ کا ذمہ دار ۲۶ دسمبر ۱۹۹۷ء کو ڈیرہ غازی خان جیل توڑ کر چھڑائے گئے پانچ دہشت گردوں کو ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا ہے کہ حکومت جانتی ہے کہ اس واقعہ میں دہشت گرد کون ہیں؟ اور دہشت گردی کے ٹھکانے کہاں ہیں۔ متحارب فریق سپاہ صحابہ کے بعض رہنماؤں نے سانحہ مومن پورہ کی مذمت کرتے ہوئے حکومت کو مورد الزام ٹھہرایا ہے۔ کہ قیمتی انسانوں کا

مسلسل ضیاع حکومت کی انتقامی کارروائیوں' غلط مذہبی پالیسیوں اور' سول آمریت' کا نتیجہ ہے۔ سپاہ صحابہ کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ پولیس کی مبینہ فائرنگ کے نتیجہ پر قاری اللہ وسایا کی ہلاکت کے رد عمل کے طور پر لشکر جھنگوی کا اشتعال میں آنا ایک فطری عمل تھا۔ سانحہ مومن پورہ کے بعد ہر دو فریقین نے حکومت پر غصہ نکالا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا۔

کہ تحریک جعفریہ کے قائد ساجد علی نقوی دہشت گردی میں ملوث افراد اور ان کے ٹھکانوں کی نشاندہی فرمادیتے۔ تاکہ حکومت کے علاوہ عوام الناس بھی مطلع ہو جائے۔ جہاں تک سپاہ صحابہ کے قائدین کے بیانات کا تعلق ہے۔ ان کی روشنی میں حالیہ واقعہ کی تمام تر ذمہ داری لشکر جھنگوی کے کھاتہ میں ڈالی گئی ہے۔ اس بہیمانہ واردات میں ملوث دہشت گردوں کا تعلق کسی بھی تنظیم سے ہو۔ کاش وہ یہ سوچ سکتے کہ اس واقعہ کے رد عمل میں سنی انسانوں کا کس قدر ضیاع ہوگا۔ کون کون سے گھر اجڑیں گے۔ کون کون سے خاندان متاثر ہونگے اور کیسی قیامت بپا ہوگی۔

وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین تو آج کل بیرون ملک میں ہیں۔ اس لئے وزارت داخلہ کی جانب سے سانحہ مومن پورہ کے بارہ میں انتہائی سردمہری کا ثبوت دیا گیا ہے۔ چوہدری صاحب ملک میں ہوتے بھی تو ایک آدھ ہمدردی کے بیان کے سوا اور کیا کچھ کر سکتے تھے۔ وفاقی وزارت داخلہ نے سانحہ مومن پورہ لاہور کے بعد ملک بھر میں مختلف ایجنسیوں' خفیہ اداروں اور بالخصوص پولیس کو چوکس رہنے کا حکم دے کر یہ ثبوت فراہم کیا ہے کہ یہ تمام ادارے پہلے خواب غفلت کا شکار تھے۔ یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ ملک کی مندرجہ بالا ایجنسیوں اور اداروں کی کارگردگی کبھی تسلی بخش نہیں رہی۔ مومن پورہ کے سانحہ کا ایک افسوس ناک پہلو اخبارات کے ذریعہ سامنے آیا ہے۔ کہ جہاں یہ وقوعہ رونما ہوا۔ اس مجلس عزا پر ڈیوٹی دینے والے پولیس اہلکار فائرنگ کی آواز سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جبکہ دہشت گردی میں استعمال ہونے والی جیپ دہشت گرد قریبی تھانے کے پاس چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ ہمارے ہاں اب یہ معمول بن گیا ہے کہ دہشت گردی کے کسی بھی واقعہ کے بعد دو چار دن تک پولیس سرگرمیاں دکھا کر دوبارہ پرانی روش اختیار کر لیتی ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے سانحہ لاہور کے فوری بعد اپنی کابینہ کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ وزیر اعلیٰ کا یہ اعلان خوش آئند ہے۔ کہ اس واقعہ کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کروائی جائے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عدالت عالیہ سے استدعا کی جائے گی کہ وہ اس واقعہ کی رپورٹ پندرہ دن کے اندر اندر پیش کردیں۔ تاکہ اس رپورٹ کی روشنی میں قانونی تقاضے پورے کئے جاسکیں۔ مرکزی اور صوبائی حکومت کو چاہیے کہ مذہبی دہشت گردوں کے سدباب کے لئے دونوں حکومتیں مستقل لائحہ عمل مرتب کریں۔ آئے دن کی دہشت گردی کی وارداتوں سے عام شہری کا ذہنی سکون برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ کاروبار زندگی ایسے واقعات کی بناء پر تعطل کا شکار ہے۔ خدا کرے کہ اس سنگ دلانہ واردات کے ملزمان پکڑے جائیں۔ تاکہ مرنے والوں کے لواحقین کے لئے کچھ دلجوئی کا سامان مہیا ہو سکے۔

حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما اور ادارہ لولاک کے بانی مفکر ختم نبوت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ اور ہمارے مخدوم زادہ حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب کی والدہ محترمہ کا گزشتہ ماہ فیصل آباد میں وصال ہوگیا ہے۔ مرحومہ صابرہ شاکرہ اور باہمت خاتون تھیں۔ بہادر آدمی کی سنگت انسان کو بہادر بنادیتی ہے۔ حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے انہیں بہت جری بنادیا تھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہوگئے۔ رات کو پولیس نے مکان پر چھاپہ مارا۔ آپ نے بڑی بہادری و جرات سے جہاں پولیس کے اقدام کو روکا' وہاں آپ نے اپنی معصوم اولاد کو سنبھالا اور انہیں والد کی جدائی اور پولیس کے اس اقدام کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ اپنے دماد مولانا غلام مرتضیٰ کے گھر چنیوٹ کے ایک گاؤں میں اپنے بچوں کو لیجا کر ڈیرہ لگالیا۔ تحریک کے اختتام تک کسی جماعتی رہنما یا کارکن کے زیر بار نہ ہوئیں۔ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی اپنے دوستوں کا بہت بڑا حلقہ رکھتی تھی۔ جماعتی رفقاء اور دیگر کام کاج کرانے والے لوگ علاوہ ازیں ہوتے تھے۔ حضرت مرحوم کے ہاں ہروقت جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ ناشتہ' کھانا' چائے ہروقت مہمانوں کی مہمان نوازی ان کی بہت بڑی خدمت تھی۔ اور آپ نے سالہا سال اس ڈیوٹی کو دین سمجھ کر قابل رشک طور پر ایسے نبھایا جوان کا ہی حصہ تھا۔ حضرت مولانا مرحوم کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب کے لئے والدہ محترمہ کا سایہ جنت کا سایہ تھا۔ گھر کے نظم کو جس خوبی سے انہوں نے چلایا اس پر بجا طور پر شکریہ کی مستحق تھیں۔ اکتوبر ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد سے کچھ دن قبل ان کی آنکھوں کا اپریشن ہوا۔ پیرانہ سالی' بلڈ پریشر' شوگر' کے باوجود بحمدہ تعالیٰ اپریشن کامیاب رہا۔ اپنے تمام پوتوں پوتیوں نواسے نواسیوں کو دیکھا تو بہت خوش تھیں۔ بینائی بہت جلد لوٹ آئی' زخم ٹھیک ہوگئے۔ اس کے بعد پھر بیماری نے حملہ کیا' بیماری کا حملہ کیا تھا ایک بہانہ تھا۔ چند روز نیشنل ہسپتال میں عالیجناب ڈاکٹر محمد ظفر صاحب کے ہاں زیر علاج رہیں۔ طبیعت سمنبھلتی اور گرتی رہی بالا خروقت موعود آگیا۔ ان کی وفات کی خبر پاکر ملک بھر سے حضرت مولانا مرحوم کے عقیدت مند' جماعتی رفقاء عزیزان و رشتہ داران جمع ہوئے۔ دوسرے دن جمعہ کو مغرب کے بعد جنازہ ہوا' جو بلاشبہ فیصل آباد کے بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔ شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہ نے جنازہ پڑھایا۔ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدرسہ ربوہ' وملتان میں قرآن مجید کے ختم کرائے گئے۔ جماعتی رفقاء کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعائے خیر اور ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا ضرور اہتمام کریں۔ مرحومہ کا ہم پر بہت بڑا حق تھا۔ اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔

آمین بحرمتہ النبی الامی الکریم

(ادارہ)

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی

عدلیہ‘ انتظامیہ اختلافات

قادیانی‘ عیسائی گٹھ جوڑ کا نتیجہ!!

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی!

علمائے امت نے روز اول سے واضح کیا تھا کہ قادیانی اسلام اور ملک دشمن ہیں‘ وہ کسی مذہب کے پیروکار نہیں بلکہ اپنے سفید آقاؤں کے مقاصد کے لئے کام کرتے ہیں۔ ایک صدی تک ان علمائے حقانی کی صدائے احتجاج پر کان نہیں دھرے گئے‘ ہزاروں مسلمانوں کی قربانی اور مسلسل کئی تحریکوں کے بعد انتظامیہ اس کے لئے مجبوراً" آمادہ ہوئی اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قانوناً" اس استعماری گروہ کو خلاف اسلام قرار دیا گیا‘ تاہم بھی بعض نام نہاد "وسیع النظر" سیاسی بزرجمہر قادیانیوں کو ملکی وفادار سمجھتے اور اس قانون کو غالباً" ظالمانہ کہتے رہے۔ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے بعد سے قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے کھل کر اپنے مقاصد کا اظہار شروع کیا اور نہایت تعلی آمیز دعوے کئے‘ اور انہیں حقیقت کا روپ دینے کے لئے ملکی سطح پر کئی ایک بحران کھڑے کرنے کی کوشش کی۔ موجودہ حکومت اور عدلیہ‘ کی جنگ بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے۔ روزنامہ "نوائے وقت کراچی" ۷ دسمبر ۱۹۹۷ء کی خبر ملاحظہ ہو:

"ربوہ (نامہ نگار) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا ہے کہ اگر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا آئین نہ ٹوٹا تو ملک ٹوٹ جائے گا۔ جمعہ کے روز ڈش پر لندن سے براہ راست اپنے خطاب میں انہوں نے کہا کہ مظلوم قادیانیوں کو توقع تھی کہ آئندہ جمعہ تک اہل دانش کو ہوش آجائے گا اور ظلم و تعدی پر مبنی موجودہ آئین سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے مگر خدا کی طرف سے تاخیر ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ بحران ابھی ٹلا نہیں بلکہ جاری ہے کیونکہ بہت سی بلائیں ابھی باقی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں فسق و فجور اور فساد کا جو سیلاب بڑھتا چلا جارہا ہے بالاخر وہ سپریم کورٹ کو بھی لے ڈوبے گا۔ وہ آئین جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے رکھا ہے یقیناً" اس سیلاب کی نذر

ہوجائے گا اس آئین کا توڑا جانا ملکی سالمیت' بقا' تعمیرو ترقی اور خوشحالی کے لئے ضروری ہے' بصورت دیگر ملک ٹوٹ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ آئین نہ تو قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمودات' نظریات اور ترجیحات کے مطابق ہے اور نہ ہی پاکستان کی تعمیرو ترقی و خوشحالی' سالمیت و بقا کا ضامن ہے۔ اس آئین کو ہر حالت میں ٹوٹنا ہے۔ یہ آئین ردی کاغذ کا ایک پرزہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ارباب حل و عقد کو چاہئے کہ ایسا آئین بنائیں جو تمام شہریوں کے لئے حق و انصاف پر مبنی ہو۔ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ میں یہ بات یقین محکم سے کہتا ہوں کہ اگر یہ آئین و قانون اسی طرح ہمارے حقوق کو چاٹتا رہا تو یہ آئین ملک کو اسی طرح چاٹ جائے گا جس طرح قادیانیوں کے حقوق چاٹے گئے۔ انہوں نے کہا کہ مظلوم احمدیوں نے یہ توقع کر لی تھی کہ آئندہ جمعہ تک پاکستان کے اہل دانش کو ہوش آ جائے گا اور وہ اس آئین کی قباحتوں کا خلوص سے مطالعہ کرتے ہوئے اس سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے لیکن یہ ان کی بدقسمتی کہا جائے یا خدا تعالیٰ کی مشیت کہ اس معاملہ میں کچھ تاخیر ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۷ دسمبر ۱۹۹۷ء)

مرزا طاہر اور قادیانی امت جمعہ تک آئین کے ختم ہونے کے منتظر کیوں نہ ہوتے کہ انہوں نے اپنے تئیں ایسے تمام انتظامات کرلئے تھے' اور اس مقصد کے لئے انہوں نے ۳۲ کروڑ امریکی ڈالر کی بھاری رقم خرچ کی تھی' مگر قادیانی مکر پر تقدیر الٰہی غالب آئی اور مرزا طاہر کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا اور انشاء اللہ کبھی نہیں ہوگا۔ ایک طرف قادیانیوں کی اس قدر منظم سازش' تیاری اور منصوبہ بندی کہ ملکی عدلیہ اور انتظامیہ کو دست و گریبان کرادیا اور دوسری طرف ٹھیک انہی دنوں آرچ بشپ آف کنٹربری (برطانیہ) کا پاکستان آکر یہ کہنا کہ "قانون توہین رسالت میں ترمیم کی جائے" کسی گہری سازش کی نشاندہی کرتا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ آرچ بشپ مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو للکارتے ہوئے نعوذ باللہ مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کو عیسائی بننے کی آزادی ملنی چاہئے۔ چنانچہ روزنامہ "جنگ لاہور" میں ہے:

"لندن (ریڈیو رپورٹ) آرچ بشپ آف کنٹربری جارج کیری نے

مسلمانوں سے کہا ہے کہ جو افراد اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہیں انہیں ایسا کرنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح عیسائیوں کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں مسلمانوں کو بھی مسیحی مذہب اختیار کرنے کی آزادی ہونی چاہئے' گو انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ ایک بڑا متنازعہ موضوع ہے بعض اسلامی ملک مذہب تبدیل کرنے والوں کو مرتد قرار دیتے ہیں جس کی سزا موت ہے۔ بی بی سی کے مطابق آرچ بشپ نے یہ باتیں اسلام آباد میں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں ایک تقریر کے دوران کہیں۔ انہوں نے دونوں مذہبوں پر زور دیا کہ وہ انصاف کے فروغ کے لئے مل کر کام کریں اور کہا کہ وہ نئی عبادت گاہوں کی تعمیر میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔" (روزنامہ جنگ لاہور ۶ ر دسمبر ۱۹۹۷)

مرزا طاہر کے بیانات اور آرچ بشپ کی پاکستان آمد اور اس کی اس قسم کی ہرزہ سرائی کھلے طور پر اس کی نشاندہی کرتی ہے کہ قادیانی' عیسائی گٹھ جوڑ کو نئی شکل دی گئی ہے اور ایک دوسرے کے مفادات کے لئے کھل کر کام کرنے کی حکمت عملی اپنانے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ورنہ ممکن نہیں کہ کسی ملک کا عیسائی راہنما کسی اسلامی ملک کے مذہبی اور قانونی معاملات میں دخل اندازی کرے۔ مرزا طاہر اور آرچ بشپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان چاہے عملی طور پر کتنا ہی کمزور ہوں' مگر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اپنی جان نچھاور کرنا اور اسلام و مذہب پر کٹ مرنا اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں' آرچ بشپ صاحب کو اپنی زبان کو لگام دینا چاہئے' انہیں بحیثیت مہمان' میزبان قوم کے مذہبی جذبات اور قوانین کا مکمل احترام کرنا چاہئے اور انہیں مسلمانوں کی ملی غیرت کو للکار کر اپنے لئے مشکلات پیدا نہیں کرنا چاہئے۔

ارباب اقتدار کو مرزا طاہر کے بیان کے مضمرات پر غور کرنا چاہئے! مرزا طاہر نے اپنے اس بیان میں پاکستان اور آئین پاکستان کے خلاف اعلان بغاوت کیا ہے' وہ آئین پاکستان کو "ردی کاغذ کا ٹکڑا" سمجھتا ہے' اس نے مسلمانوں کو دھمکی دی ہے کہ ہم آئین پاکستان کو توڑ کر رہیں گے' اسے ٹوٹنا ہے کہ وہ قادیانی مفادات کا حامل نہیں۔ اس سے وہ یہ بھی باور کرانا چاہتا ہے کہ اگر اس آئین کو ختم نہ کیا گیا تو پاکستان ختم ہو جائے گا' اس طرح اس نے پاکستان کی مقننہ اور عدلیہ دونوں کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کی دھمکی دی ہے۔

غالباً" یہی وجہ ہے کہ قادیانی نہایت جرات و بے باکی سے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جس محکمہ میں قادیانی ہوں' وہاں مسلمان افسران کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ ہماری اطلاعات کے مطابق بعض اعلیٰ عہدوں پر فائز دین دار افسران نے اپنے اعلیٰ افسران کو باقاعدہ رپورٹ کی ہے کہ قادیانی افسران ہر شعبہ میں ہمارے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں' ان کا سدباب کیا جائے۔ ان حالات و واقعات میں حکومت اور برسراقتدار طبقہ کو قادیانیت کے مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور مرزا طاہر پر بغاوت کا مقدمہ قائم کرنا چاہئے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں' خصوصاً" ان کے ڈش انٹینا کے پروگراموں کی خصوصی روک تھام کرنا چاہئے۔

مرزا طاہر کے حالیہ اخباری بیانات سے برسراقتدار طبقہ کی یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے کہ قادیانی پاکستان کے وفادار ہیں۔ قادیانی ملکی سالمیت کو کبھی برداشت کرنے کے روادار نہیں رہے۔ انہیں پاکستان سے نہیں قادیانیت سے محبت ہے' انہیں ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں' غلام احمد قادیانی سے عقیدت ہے۔ وہ مکہ اور مدینہ کے بجائے قادیان سے محبت کا دم بھرتے ہیں۔ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے حکومت و انتظامیہ کے احکامات کے نہیں اپنے مذہبی راہنما کے احکامات کے پابند ہوتے ہیں۔ انہیں آپ کی عزت و حرمت عزیز نہیں' اپنے امام کی عزت ان کے ہاں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ کوئی قادیانی چاہے کسی بھی شعبہ میں کام کرتا ہو وہ اپنے سفید آقاؤں کا جاسوس ان کے مفادات کا محافظ ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں موجودہ بحران یا اس سے قبل ملک میں پیدا ہونے والے بحرانوں کے پیچھے اس ملک دشمن لابی کا ہاتھ ہے۔ ان صفحات میں بار بار لکھا جاچکا ہے کہ کراچی کے فسادات میں قادیانی ملوث تھے' ہیں اور رہیں گے۔ اسلام اور ملک دوستی کا تقاضا ہے کہ قادیانی عناصر کو تمام کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے' انہیں فوج' سول اور عدلیہ میں کوئی ایسا منصب نہ سونپا جائے جس سے وہ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کر سکیں۔ اور ایسے افراد جو اس قسم کی سازشوں میں ملوث پائے جائیں' ان کو نوکریوں سے برخاست کر کے کھلی عدالت میں ان پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے تاکہ آئندہ اس قسم کی ملک دشمنی کی جرات کوئی نہ کر سکے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

قادیانیوں کے کرتوت

ڈاکٹر وحید عشرت

امت مسلمہ سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے انگریز استعماریت نے برصغیر بالخصوص پنجاب میں قادیانیت کا شرمناک پودا کاشت کیا جو مسلمانوں کے لئے برگ حشیش سے بھی زیادہ زہرناک اور افسوس ناک ثابت ہوا ہے یہ مسلمانوں کے سینے کا ناسور ہے جو گزشتہ ایک صدی سے فتنہ در فتنہ پھیل رہا ہے۔ انگریز کی غلامی کو مرغوب بنانے کی رومانیت اس کا بنیادی وظیفہ رہا ہے' ختم نبوت کے چور جسے اقبال نے شرک فی النبوت قرار دیا ایک ایسے بدبخت 'ہذیان گو' جنس پرست اور غلیظ انسان کو نبی' مجدد اور مسیح موعود کے طور پر پیش کرتے رہے جو اپنی اخلاق باختگی کے سبب انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں تھا۔ انگریز کی (ٹو) چاٹنے والا یہ شخص اور اس کی کافرامت شروع سے ہی مسلمانوں کو کافر قرار دیتی اور ان کے خلاف سازشیں بنتی نظر آتی ہے اسی لئے اقبال نے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کیا تاکہ عام مسلمان ان سے دھوکہ نہ کھائیں اور یہ مسلمانوں کے اندر نقب نہ لگا سکیں۔

مرزا بشیرالدین محمود جو قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ تھا ایک بہت بڑا سازشی ذہن تھا اس نے کشمیر کمیٹی کی آڑ میں اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے پردے میں کشمیر میں قادیانی مبلغ بھیجے اور انگریز کی ملی بھگت سے کشمیر کو قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کا کھیل کھیلتا رہا۔ وہ کشمیر کمیٹی کی کاروائیوں کا مخبر تھا اور کشمیر کی آزادی کے لئے ہونے والی کوششوں سے انگریزوں کو آگاہ رکھتا' علامہ اقبال اور کچھ دوسرے لوگوں نے اسی لئے اس کشمیر کمیٹی سے علیحدگی اختیار کرلی اور اس بدبخت کو اس کی صدارت سے مستعفی ہونا پڑا۔ قادیانیوں کی فرماں برداری کے اس صلے میں چوہدری ظفراللہ کو پریوی کونسل کا رکن بنایا گیا۔ قادیانیوں نے سر فضل حسین کے توسط سے اور چوہدری ظفراللہ کے ذریعے پنجاب میں قادیانیت کو منظم کیا ظفراللہ نے اور دوسرے بااثر قادیانیوں نے مسلمان نوجوانوں کو نوکریوں' عورتوں اور دولت کے لالچ دے کر قادیانیت کی طرف راغب کیا خود شیخ اعجاز احمد جو علامہ اقبال کے سگے بھتیجے تھے ظفراللہ کی طرف سے سب جج کے لالچ میں آکر قادیانی ہوگیا۔ خاندان اقبال میں یہ واحد روسیاہ تھا جس نے اپنے مقدر میں قادیانیت کی ذلت لکھی۔ جبکہ اس کے باپ' بیٹوں اور بیٹیوں نے قادیانیت کو دھتکار دیا۔

قادیانیت نے سر فضل حسین اور چوہدری ظفراللہ کے توسط سے یونینسٹ پارٹی اور مسلم لیگ میں گھس کر ۱۹۴۵ء کے دستور کے تحت ہونے والے انتخابات میں مسلم نشستوں پر قادیانی امیدوار کھڑے کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ یہ قادیانی مسلم نشستوں پر منتخب ہوکر اور مسلم عوام کے نمائندے بن کر قیام پاکستان کے مطالبے کو

سیو تاژ کر سکیں اور انگریز کی غلامی کو رحمت قرار دے کر برصغیر کی تقسیم کو ناکام بنادیں۔ علامہ اقبال نے ۱۹۳۵ء میں شدومد سے قادیانیوں کے کافر اور غیر مسلم اور امت اسلامیہ سے اخراج کا جو مطالبہ کیا اس کے پیچھے ان کی تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کی سازش کو توڑنا تھا۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد جب انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تو یہ بھی اقبال کے خواب ہی کی تعبیر تھی کیونکہ برصغیر کے تمام علماء متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اور کافر قرار دے چکے تھے۔ خود قادیانی بھی اپنی تحریروں میں مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ صرف وہ مسلمانوں میں نقب لگانے کے لئے چولے پر چولہ بدلتے رہتے ہیں کتنی ستم ظریفی ہے کہ وہ مسلمانوں کو کافر سمجھیں مسلم قائدین اور عوام کے جنازوں میں شرکت نہ کریں۔ (چوہدری ظفراللہ نے وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بھی قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی) مگر چاہیں کہ انہیں مسلمانوں سے الگ نہ کیا جائے۔ ختم نبوت کی ان کی بھونڈی اور ناکارہ تاویلات جھوٹ اور فریب کاری کا پلندہ ہیں اقبال کے بقول

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
نبی پاک ﷺ کے بعد نبوت کا خفی، جلی، بروزی، ظلی

مہدویت، مسیح موعودیت اور مجددیت کا دعوی کفروزندیقہ کے سوا کچھ معنی نہیں رکھتا جبکہ اس کا مدعی قادیانی کذاب جیسا جھوٹا، جنس پرست، انگریز کے تلوے چاٹنے والا اخلاق باختہ انسان ہو۔ یہ امت مسلمہ میں نفاق کا فتنہ تھا جو ذلیل ورسوا ہوا۔

غلام قادیانی کی امت کا ذبہ نے بلوچستان میں بھی اپنی مرکزیت قائم کرنے کی کوشش کی مگر کشمیر اور پنجاب کی طرح یہاں بھی وہ ذلیل وخوار ہوئی۔ ان کی پاکستان دشمنی یوں تو ان کے ہر اقدام سے واضح ہے تاہم چند ان کے بیانات ملاحظہ ہوں۔ ”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں“ (الفضل ۱۴ مئی ۱۹۴۷ء خطبہ مرزا محمود)

”ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً ”غلط ہے“ (الفضل ۱۲،۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء)

”ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علیحدگی) ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں (ہندو، مسلم) جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے“ (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

قادیانی خود مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں مرزا محمود لکھتا ہے۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں“ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ قادیانیوں کی کتاب)

قادیانیت سے بیزاری کے بارے میں علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ:

”ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت، بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت ..... کا دعوی کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی

جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے ہوئے سنا"(اقبال اور احمدیت صفحہ ۵۹ بی اے ڈار)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ یہ گستاخان نبوت کافر اور پاکستان دشمن ہیں اور اکھنڈ بھارت کے منصوبے پر عمل کر رہے ہیں لہٰذا ان کا وجود پاکستان میں ناقابل برداشت ہے اور وہ پاکستان میں بیٹھ کر اور پاکستان سے باہر آئین پاکستان کو اس لئے ختم کرنے کے درپے ہیں کہ اس میں انہیں کافر اور غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور آئین پاکستان ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھتا۔ مرزا طاہر نے موجودہ عدلیہ' انتظامیہ' اور صدر لغاری کے تنازعے میں قادیانیت کے اس مضموم مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی کہ کسی طرح یہ بحران شدید ہو آئین معطل ہو جائے اور قادیانیوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل جائے مگر خدا نے انہیں ننگا کرکے ان کے مقاصد ناکام بنادئے ہیں مشہور قادیانی سائنس دان عبدالسلام نے بھی پاکستان دشمنی میں پاکستان کے ایٹمی پلانٹ کے راز حکومت امریکہ کو پہنچائے جس پر جنرل ضیاء نے کہا کہ "اس کتیا کے بچے کو کبھی میرے سامنے نہ لانا یہ امریکہ' برطانیہ اور یہودیوں کا گماشتہ ہے اور اس لئے اسے نوبل انعام دے دیا گیا"۔

ہر قادیانی جہاں بھی بیٹھا ہے وہ کافر اور غدار ہے پاکستان اور اسلام کا دشمن ہے۔ رسول پاک ﷺ کا گستاخ ہے لہٰذا انہیں تمام اہم اور کلیدی مناسب سے فوراً" الگ کردیا جائے ان پر کڑی نظر رکھی جائے تاکہ ان کی سازشوں کو ناکام بنایا جاسکے اگر ممکن ہو تو انہیں آہستہ آہستہ پاکستان سے نکال دیا جائے اس لئے کہ ہمارے ایمان اور پاکستان کی سلامتی کا یہ تقاضا ہے پاکستان کے خلاف سازشوں میں یہ عیسائیوں' ہندو' اور یہودیوں کے ایجنڈ ہیں ان کو پالنا اور ان سے صرف نظر خودکشی کا راستہ ہے حکومت پاکستان کو فوراً" ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ان کے گرد گھیرا تنگ سے تنگ ہوتا چلا جائے یہ ہمارے ایمان اور ملک کی سلامتی کا تقاضہ ہے ان سے ہر رعایت خود سے دشمنی کے مترادف ہے۔ (بشکریہ روزنامہ امت کراچی)

عید مبارک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ اراکین و رفقاء' عہدیداران وکارکنان' قارئین'

ماہنامہ لولاک ملتان قارئین ہفتہ وار ختم نبوت کراچی کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے

عید مبارک

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو زیادہ سے زیادہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی توفیق ارزاں فرمائیں۔

آپ کا مخلص عزیز الرحمن جالندھری

فاروق عادل

قادیانی سازش بے نقاب

بھارت نے قادیان میں دہشت گردی کی تربیت کا مرکز قائم کر دیا

پاکستان میں ویٹی کن کی طرز پر ریاست کے قیام کی کوششیں

وزیر اعظم کو رپورٹ پیش کر دی گئی' حساس اداروں کو تحقیقات کا حکم

یہ کہانی بھی اتنی ہی پرانی ہے' جتنا پاکستان اور اس کی تاریخ۔ ۱۹۴۷ء کے ان مہینوں میں جب پاکستان نے جغرافیائی وجود نہیں پایا تھا' لیکن اٹل حقیقت بن چکا تھا۔ غیر منقسم پنجاب کے ایک مذہبی گروہ نے انگریز حکمرانوں کو ایک خط ارسال کیا جس میں درخواست کی گئی تھی کہ ہمیں مسلمانوں میں شمار نہ کیا جائے کیونکہ ہم ہندوستان میں بسنے والے تو ہیں لیکن مسلمانوں سے الگ ایک اکائی کے طور پر شناخت رکھتے ہیں۔ تحریک و تاریخ پاکستان کے شناور جانتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی کے خلیفہ اول نے یہ خط بعض ہندو رہنماؤں اور انگریز سرپرستوں کی خواہش پر تحریر کیا تھا۔ اس لئے یہ درخواست تسلیم کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی نتیجہ یہ نکلا کہ گورداسپور' فیروز پور اور امرتسر کے علاقوں میں' جہاں مسلمانوں کی آبادی ۵۱ فیصد تھی کم ہو کر اقلیت میں بدل گئی۔ اسی وجہ سے پنجاب کی وہ غیر منصفانہ تقسیم ہوئی۔ جس کے سبب تاریخ کا بد ترین قتل عام اور فقید المثال ہجرت کا واقعہ ہی رونما نہیں ہوا' کشمیر کا قضیہ بھی اٹھ کھڑا ہوا جو اب رستا ہوا ایک ناسور بن چکا ہے۔ تاریخ کے اس بدصورت واقعہ کے پس پشت یہ حقیقت بھی کار فرما تھی کہ بد قسمتی سے باؤنڈری کمیشن میں مسلمانوں کی نمائندگی سر ظفر اللہ خان کر رہے تھے۔ جن کے روحانی رہبر نے انگریز حکمرانوں کو خط لکھ کر خود کو مسلمانوں سے الگ کرایا تھا۔

اس واقعہ کی کڑیاں چند برس قبل کی ایک سازش اور اس کے نتیجے میں برپا کی جانے والی ایک تحریک سے جڑی ہوئی تھیں۔ جس کے سربراہ جماعت احمدیہ کے (دوسرے نمبر پر بننے والے) سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اور سیکریٹری حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ تھے۔ تاریخ میں اس تحریک کو کشمیر کمیٹی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ۱۹۳۱ء کی بات ہے۔ قادیانی اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ہی نہیں مسیح موعود بھی قرار

دیتے ہیں اور ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں اس لئے کشمیر ان کے لئے مذہبی اعتبار سے ایک اہم مقام ہے۔ یہ انکشاف حکیم نورالدین نے کیا تھا جو غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد جماعت احمدیہ کے پہلے امیر بنے تھے۔ وہ مہاراجہ کشمیر کے سرکاری معالج تھے۔ انہوں نے تحقیق کر کے کتاب لکھی۔ جس میں یہ ثابت کیا کہ سری نگر کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے' اس لئے کشمیر پر ہمارا حق ہے۔ حالانکہ یہ ایک غلط دعویٰ تھا۔ جس کا بطلان عہد ساز تاریخی ناول نگار عبدالحلیم شرر نے اپنی کتاب لغت چین میں کیا جو خصوصی طور پر اسی مقصد کے لئے لکھی گئی تھی۔ انہوں نے تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ سری نگر کے قریب عیسیٰ نامی جس شخص کی قبر ہے وہ وسط ایشیاء کا ایک مجاہد کمانڈر تھا جو کسی جنگ میں شکست کھا کر اس علاقے میں آنکلا اور یہیں آسودہ خاک ہوا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی فتنہ قادیان کی تباہ کاریاں اتنی عام ہوئی تھیں نہ لوگ ان کے کافرانہ عقائد سے زیادہ واقف تھے' چنانچہ متذکرہ مقصد کے پیش نظر قادیانیوں نے بعض دیگر حوالوں کو سامنے رکھتے ہوئے "کشمیر چلو تحریک" شروع کی تو عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے علامہ اقبال کو اس کی مرکزی قیادت میں شامل کرلیا گیا لیکن علامہ اقبال جیسے زیرک شخص سے یہ سازش اور اس کے پس پشت عناصر زیادہ عرصہ تک چھپے نہ رہ سکے' چنانچہ انہوں نے فی الفور خود کو اس نام نہاد تحریک سے الگ کر کے اس کے غبارے سے ہوا نکال دی (واضح رہے کہ اس زمانے میں قادیانی خود کو مسلمانوں سے الگ نہیں قرار دیتے تھے بلکہ وہ اندر ہی اندر ان کی جڑیں کھوکھلی کرتے تھے)۔

کشمیر چلو تحریک سے لے کر خود کو مسلمانوں سے الگ قرار دینے کی درخواست اور اس کے بعد باؤنڈری کمیشن میں پنجاب کی غیر منصفانہ تقسیم تک جماعت احمدیہ نے جو کردار ادا کیا اس کی وجہ ان کے ساتھ کیا گیا ایک خوش نما وعدہ تھا۔ جس کو عملی روپ دلوانے کے لئے قادیانی تسلسل کے ساتھ ایک خاص کردار ادا کر رہے تھے۔ قادیانیوں سے کہا گیا تھا کہ خود کو مسلم اکثریت سے الگ قرار دے لیں تو انہیں پاکستان کے ساتھ جانے والے دو علاقوں سیالکوٹ اور شکر گڑھ سے لے کر کشمیر تک ایک خطہ زمین دے دیا جائے گا جس کا مرکز قادیان ہوگا اور اس کی حیثیت ویٹی کن سٹی کی سی ہوگی جو عیسائی دنیا کا مرجع ہے۔

حالات پر کس کا بس چلتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کی ہیجان انگیز فضا میں سکھوں کی سمجھ میں یہ باریک نکتہ نہ آسکا۔ انہوں نے جب مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کے لئے بلم اور تلوار اٹھائی تو مسلمانوں کی سی وضع قطع اور اسی انداز سے عبادت کرنے والے قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی تمیز نہ کر سکے۔ اس وجہ سے قادیان' گورداس پور' فیروز پور' اور امرتسر سے قادیانیوں کو بھی مسلمانوں کے ساتھ ہی نکلنا پڑا۔ موٹے دماغ رکھنے والے سکھوں نے اپنی بے تدبیری سے مسلمانوں کے خلاف تیار کی گئی ایک منظم سازش ناکام بنادی تھی' خیر میں سے شر بر آمد ہونے کا مقولہ ایسے مواقع پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۹۴۷ء میں قادیان کے نام سے ایک نیا ویٹی کن سٹی بنانے کی سازش تو ناکام ہوگئی لیکن اس مذہبی فرقے پر بھارت کی مہربانیوں میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ان برسوں میں جب مشرقی پنجاب میں سکھ بغاوت عروج پر تھی بھارت نے کسی غیر ملکی کے' خواہ وہ سکھ ہی کیوں نہ' پنجاب میں داخلے پر پابندی عائد کر رکھی تھی

لیکن اس سارے زمانے میں پاکستان سمیت دنیا بھر کے قادیانیوں کو قادیان جانے کی مکمل آزادی تھی جو مشرقی پنجاب ہی کا ایک قصبہ ہے جسے غلام احمد قادیانی کے شوق نبوت نے شہرت دلا دی۔

قیام پاکستان اور اس کے بعد قرارداد مقاصد کی منظوری نے ہر اس قوت کی امیدوں پر اوس ڈال دی جو اولا" قیام پاکستان ہی کا مخالف تھا لیکن پاکستان کو بننے سے نہ روک سکنے پر وہ اس ملک کو ایک خاص رنگ میں رنگنے کا خواہش مند تھا' یا برباد کردینے کا۔ ان قوتوں میں قادیانی بھی شامل تھے' عیسائی بھی اور بعض دیگر سیاسی اور غیر سیاسی گروہ بھی۔ کیونکہ یہ عناصر کسی بھی طور پر ایسا پاکستان قبول نہیں کرسکتے تھے جس کی شناخت اسلام ہو' صرف اور محض اسلام۔

گزشتہ دہائی میں توہین رسالت کا قانون منظور ہوا تو دو مذہبی اقلیتوں نے اسے براہ راست خود پر حملہ تصور کیا۔ جن میں سرفہرست قادیانی اور دوسرے نمبر پر عیسائی تھے۔ اس موقع پر ان دونوں اقلیتوں کے مفادات مشترک ہوچکے تھے۔ پنجاب میں جن علاقوں میں عیسائی آبادی کا زیادہ ارتکاز ہے ان میں سیالکوٹ' لاہور' اوکاڑہ وغیرہ کے سرحدی علاقے خاص طور پر شامل ہیں۔ یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ ان ہی علاقوں میں قادیانی بھی کافی تعداد میں موجود ہیں کیونکہ یہ وہی علاقے ہیں جو قادیان کے قریب ترین ہیں۔ ان علاقوں میں قیام پاکستان سے پہلے ہی غلام احمد قادیانی کے اثرات رہے ہیں۔ توہین رسالت کے قانون نے ان دونوں اقلیتوں کے مفادات یکجا کردیئے اور ان کے درمیان ایک غیر مرئی رشتہ اتحاد قائم کردیا۔ اس غیر اعلانیہ اتحاد نے آگے چل کر پاکستان میں غیر معمولی صورت حال پیدا کردی۔ ہفتہ عشرہ قبل انجام کو پہنچنے والے سیاسی' آئینی اور عدالتی بحران سے قبل ملک بھر میں اور بالخصوص پنجاب میں جاری فرقہ وارانہ دہشت گردی کا اس سے گہرا تعلق ہے۔

ان دونوں اقلیتی فرقوں نے اس سلسلے میں دو محاذوں پر کام کیا۔ منظم منصوبہ بندی کے ساتھ ملک میں غیر سیاسی انجمنوں (NGOS) کا ایک جال بچھایا۔ اس سلسلے میں سر ظفراللہ خان کے بھتیجے ظفر چوہدری نے بنیادی کردار ادا کیا ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امیر مرزا طاہر احمد کی ہدایت پر سندھ کے سابق عبوری وزیر اور ریٹائرڈ بیوروکریٹ کنور ادریس بھی اہم خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ غیر سرکاری انجمنوں نے' جن میں قادیانی شوہر رکھنے والی معروف قانون دان عاصمہ جہانگیر کا ادارہ بھی شامل ہے۔ دنیا بھر میں انسانی حقوق کی دیگر تنظیموں اور ان تنظیموں کے سرپرست اداروں سے روابط استوار کئے اور انسانی حقوق اور پاکستانی قوانین کو بنیاد بنا کر عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ جو کسی نہ کسی شکل میں اب بھی جاری ہے۔

دوسرا محاذ دہشت گردی کا تھا۔ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ان کا سرسری جائزہ ہی لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان میں سے بیشتر واقعات بالخصوص' ان سرحدی علاقوں میں ہوئے جن میں یہ دو مذہبی اقلیتیں آباد ہیں۔

حال ہی میں چند ذمہ داروں نے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مشرقی پنجاب (بھارت) کے قصبے قادیان میں بھارتی حکومت نے ایک کیمپ قائم کیا ہے۔ بھارتی خفیہ ادارے ریسرچ اینڈ انالیسز ونگ (را) کی زیر نگرانی چلنے والے اس کیمپ میں پاکستان سے آنے والے نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تربیت حاصل کرنے والے ان نوجوانوں کو جماعت

احمدیہ کے توسط سے قادیان بھیجا جاتا ہے۔ ان نوجوانوں میں احمدی یا قادیانی بھی ہوتے ہیں اور عیسائی بھی۔ ان نوجوانوں کو قادیان جانے سے پہلے اور واپسی پر ان ہی سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کے گھروں میں پناہ دی جاتی ہے اور بنیادی نوعیت کی معلومات اور تربیت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ یہ دہشت گرد جرائم کرنے کے بعد ان ہی علاقوں میں پناہ بھی لیتے ہیں۔ واضح رہے کہ شکر گڑھ سے قادیان کا فاصلہ ۲۰'۲۵ میل سے زیادہ نہیں ہے۔

پاکستان میں کی جانے والی فرقہ وارانہ دہشت گردوں کی ایک تکون شکر گڑھ (اور اس سے ملحقہ علاقے)، آکسفورڈ (برطانیہ جس کے قریب جماعت احمدیہ کا مرکز ہے) اور قادیان ہے۔ ان تینوں علاقوں میں قادیانی رہنماؤں کی آمد و رفت کا ریکارڈ تیار کیا جائے تو اس کے نتیجے میں ایک حیرت ناک کہانی وجود میں آتی ہے۔ رپورٹ میں اس سلسلے میں بعض نام بھی پیش کئے گئے ہیں جن کے افشاء نے حکومتی حلقوں میں حیرت اور بے چینی پیدا کردی ہے اور اس سلسلے میں غیر معمولی تیز رفتاری سے تحقیقات کی جارہی ہیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بھارت، اسرائیل اور عیسائی دنیا کے جماعت احمدیہ سے روابط معمول کی بات رہے ہیں اس لئے ان پر کبھی حیرت ظاہر نہیں کی گئی۔ لیکن ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دئے جانے اور اس کے بعد جنرل ضیاء الحق کے دور میں توہین رسالت کا قانون منظور ہوجانے کے بعد ان روابط میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا اور جیسے جیسے یہ روابط بڑھتے گئے، اسی تیزی کے ساتھ پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی اور شیعہ سنی فسادات اور خونریزی میں بھی اضافہ ہوا۔ یہ رابطے اس وقت اپنی انتہا کو پہنچ گئے جب ۸۴ میں مرزا طاہر احمد اچانک لندن روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد رابطے استوار کرنے کے بعد منصوبے بنانے اور ان پر عمل درآمد میں تیزی اور بہتری پیدا ہوئی۔

رپورٹ میں پاکستان کی انتظامیہ اور سیاست میں جماعت احمدیہ کے اثر و نفوذ اور اس کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی شخصیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

پاکستان قائم ہوا تو بیوروکریسی میں قادیانی بھاری تعداد میں موجود تھے۔ جبکہ مسلح افواج میں بھی ان کی تعداد قابل لحاظ تھی اور ایک حد تک موثر بھی۔ اس صورت حال سے خاص طور پر بیوروکریسی میں غیر معمولی صورت حال پیدا ہوگئی ملازمتیں اور ترقیاں صرف انہیں لوگوں کو ملتیں جو قادیانی ہوتے یا جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کی سفارش کی گئی ہوتی۔ جو اس وقت جماعت کی سفارش حاصل نہ کرپاتے یا اس میں عار محسوس کرتے ملازمت و ترقی سے محروم رہتے۔ یہ وہی زمانہ تھا جب پاکستان میں احمدیوں کے خلاف پہلی تحریک چلی۔ یعنی ۱۹۵۳ء۔ رپورٹ میں قرار دیا گیا ہے کہ تحریک ختم نبوت شروع ہونے میں جہاں دیگر عوامل موجود تھے وہیں ایک عنصر یہ بھی تھا جس نے ملک بھر میں اور بالخصوص پنجاب میں اقتصادی مسائل پیدا کردئے تھے۔

مرزا طاہر احمد کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہی وہ شخصیت تھی جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ نے سیاست میں عمل دخل شروع کیا ورنہ اس سے قبل وہ خود کو اس شعبے میں کمزور محسوس کرتی تھی۔ ۱۹۶۷ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو پاکستان میں پیپلز پارٹی کی بنیادیں رکھ رہے تھے، مرزا طاہر احمد بھی ان کے دائیں بائیں ہی تھے۔ ان دنوں مرزا ناصر احمد جماعت احمدیہ کے سربراہ تھے مگر ایک شرمیلے اور قدرے کم ہمت شخص تھے وہ

نہیں چاہتے تھے کہ جماعت احمدیہ سیاست میں ٹانگ اڑا کر اپنے لئے مخالفت کا سامان کرے۔ لیکن مرزا طاہر احمد نے امیر جماعت کی مرضی کے علی الرغم پیپلز پارٹی میں اثر و رسوخ پیدا کیا۔ اسی زمانے میں مرزا طاہر اہم اداروں کی نظر میں آگئے اور ان کے بارے میں رائے بنی کہ یہ نوجوان جارح طبیعت، مسلح سرگرمیوں کا خواہش مند اور ایک ذہین آدمی ہے۔ نوجوان مرزا طاہر نے مرزا ناصر کی زندگی میں ہی جماعت احمدیہ کا سیاسی رنگ اس قدر متحرک اور مضبوط بنا دیا کہ امیر جماعت احمدیہ بے بس ہوتے چلے گئے۔ مرزا طاہر بھٹو کے اس قدر قریب تھے کہ جب وہ اقتدار میں آگئے تو ان کی حیثیت اہم سیاسی مشیر اور عملاً "حکمران کی سی ہوگئی۔ اب قادیانی مزید طاقتور ہو چکے تھے۔ اس سے قبل ۱۹۶۵ء میں یہ عنصر بھٹو کے ذریعے بھارت سے جنگ کرا کے پاکستان کا وجود ختم کرنے کی سازش کر چکا تھا۔ اس مرحلے پر بھی ان کا مطمح نظر ایک الگ ریاست کا قیام تھا جس کا خواب انہوں نے چالیس کی دہائی میں دیکھا تھا۔ اب یہی عنصر اقتدار میں بڑی حد تک اپنا اثر و نفوذ پھیلا چکا تھا، اس وجہ سے ملک کی محب وطن مذہبی و سیاسی جماعتوں کے علاوہ خود فوج میں تشویش پیدا ہوئی اور ملٹری انٹیلی جنس نے ان کی سرگرمیوں اور حساس عہدوں پر ان کے لوگوں کے بارے میں رپورٹ اور فہرستیں تیار کرائیں۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد ان کے خلاف بھرپور عوامی تحریک چلی جس کے نتیجے میں بھٹو کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اسی زمانہ میں حساس عہدوں پر متعین کئی قادیانی ملک سے فرار ہوئے، فوج اور دیگر اداروں سے مستعفی ہوئے اور وہ لوگ جو مجبوریوں اور مالی فوائد کے سبب قادیانی ہوگئے تھے از سر نو مسلمان ہوگئے جس کی ایک مثال ضلع جہلم کا ایک معروف خاندان ہے۔ راجہ منور جس کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے اعلان کر دیا کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کے دو بھائی راجہ منصور اور راجہ باسط فوج میں تھے اور ایک بھائی راجہ غالب پنجاب میں ڈائریکٹر ایجوکیشن تھے۔ اس اور اس جیسی دوسری کئی مثالوں کی وجہ سے اب بھی سمجھا جاتا ہے کہ اگر مسلمان علماء کرام حکمت اور دردمندی کے ساتھ بھرپور کوشش کریں اور اس میں سرکاری ذرائع ابلاغ بھی ان کا ساتھ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اب بھی ہزاروں کی تعداد میں قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں کیونکہ یہ لوگ نہ اس مذہبی گروہ کے اصل عزائم سے باخبر ہیں اور نہ ان کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی اطلاع رکھتے ہیں۔ تجویز کیا گیا ہے کہ اگر محبت اور اخلاص کے ساتھ انہیں مخاطب کیا جائے تو اس مقصد میں خاطر خواہ کامیابی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان کی بڑی تعداد حق کی متلاشی اور محب وطن ہے۔ مگر ان سے آج تک درست انداز میں کوئی رابطہ نہیں کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد جماعت احمدیہ اور اس کے سیاسی ونگ کے بارے میں حساس اداروں نے جو معلومات جمع کی تھیں ان سے یہ بات ایک بار پھر منکشف ہوئی تھی کہ یہ عنصر قادیان یا کسی اور مناسب نام سے ایک ریاست بنانا چاہتا ہے جس کی ہیئت ترکیبی ویٹی کن سٹی کی طرز پر ہوگی۔ یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ اس مقصد کے لئے بھارت نے ہمیشہ ان کی سرپرستی کی ہے اور بھارت کی طرف سے انہیں یقین دلایا گیا ہے کہ اگر یہ اپنی جدوجہد اور حکمت عملی سے سیالکوٹ اور شکرگڑھ پر مشتمل سرحدی علاقہ حاصل کرنے کی پوزیشن میں آجائیں تو قادیان اور ملحقہ علاقوں سمیت کشمیر ان کو دے دیا جائے گا۔ جہاں ان کی مرضی کی خود مختار حکومت بلکہ ریاست قائم ہوگی۔

رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ قادیانیوں نے ۷۰ اور ۸۰ کی دہائیوں میں بالکل اسی طرح شیعہ اور اسمٰعیلی فرقے کی طرف بھی دست تعاون بڑھانے کی کوشش کی تھی' جس طرح اب عیسائیوں کی طرف بڑھایا ہے مگر اس کوشش میں انہیں ناکامی ہوئی تھی۔

اب چند برسوں سے عاصمہ جہانگیر اور ان جیسے انسانی حقوق کے دیگر نام نہاد علمبرداروں کی مدد سے پاکستان کو انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے بدنام کرنے کی کوشش کی' جس کی پشت پر ظفر چوہدری موجود رہے ہیں۔ اسی زمانہ میں پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کرائی گئی اور بعض قادیانیوں اور عیسائیوں کو قتل کرایا گیا تاکہ توہین رسالت کے قانون کی آڑ میں پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کیا جائے۔

رپورٹ میں بعض حوالوں کے ساتھ یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ گزشتہ چند ماہ قبل قتل وغارت گری سے لے کر موجودہ آئینی' اور دستوری اور عدالتی بحران تک اس عنصر کی کارفرمائی رہی ہے۔ حالیہ بحران پیدا کرنے کے لئے ۳۲ کروڑ امریکی ڈالر استعمال کئے گئے تھے' اس بھاری رقم کی تقسیم اور استعمال بھی انہی کے ذریعے عمل میں آئی۔ اس بحران کا بنیادی سبب یہ تھا کہ ملک کے نظریاتی تشخص پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ یہ ایک اسلامی ریاست کی بجائے لادین ریاست میں تبدیل ہوجائے اس صورت میں اس ملک کا عالمی کردار ہی نہیں دفاعی صلاحیتیں بھی متاثر ہوں گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے :

اولاً : کوشش کی جائے کہ ۱۹۷۳ کا دستور ہی ختم کیا جائے۔

ثانیاً : دستور ختم نہ کرایا جاسکے تو کم از کم آٹھویں ترمیم (پوری کی پوری) ہی ختم کرادی جائے۔ اس کے بعد دوسری ترمیم (جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے) کو ختم کرانے کی کوشش کی جائے۔

اس مقصد کے لئے سیاسی اور عسکری' ہر دو شعبوں میں سیکولر قیادت کو ابھارنے اور کامیاب کرانے کی کوشش کی جائے جیسا کہ حالیہ بحران کا بنیادی مقصد تھا۔

اگلے دو برسوں کے لئے جس عبوری انتظام میں ایک بلند منصب کے لئے جس شخصیت کا نام تجویز کیا گیا تھا وہ اپنے قول و عمل اور کردار کے حوالے سے خالصتاً" سیکولر شخصیت ہے۔ اس کے بارے میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا ہے کہ کیا کوئی ایسا شخص' جو نہ صرف نظریاتی اعتبار سے ہی قابل قبول نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ متعدد اخلاقی عوارض لگے ہوئے ہیں وہ پاکستان جیسی ریاست میں کسی ذمہ دار منصب اور بالخصوص نظام عدلیہ میں جگہ پانے کا آئینی اعتبار سے اہل ہوسکتا ہے؟ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ یہ امر قطعی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے کہ ملک میں پیدا ہونے والے ہر بحران کے پس پشت کسی نہ کسی اعتبار سے قادیانی موجود ہوتے ہیں اور اس بار بھی وہ تندہی سے سرگرم عمل رہے ہیں۔ جس کا ثبوت مرزا طاہر احمد کے حالیہ بیان سے بھی ہوتا ہے۔

رپورٹ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ بھارت انہیں قادیان نامی ریاست بنانے کے لئے مشرقی پنجاب کا قصبہ قادیان' ملحقہ علاقے اور کشمیر دے یا نہ دے وہ بہرحال ویٹی کن سٹی طرز کی ایک آزاد ریاست بنانے کے لئے کوشاں رہا ہے' ان کے اس موقف اور مقصد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور اس سلسلے میں انہیں بھارت' اسرائیل اور عیسائی دنیا کی ٹھوس مدد واعانت حاصل ہے۔ رپورٹ میں تجویز کیا گیا ہے کہ :

۱۔ مرزا طاہر احمد کے بھارت کے دوروں اور بھارتی حکام کی لندن میں اس سے ملاقاتوں پر کڑی نظر

رکھی جائے۔

۲۔ پیپلزپارٹی کے رہنماؤں کے جن میں دو سال تک بھارت میں گزارنے والے خالد کھرل (سابق وفاقی وزیر)، اعتزاز احسن، آفتاب احمد شیرپاؤ اور ناہید خان شامل ہیں رابطوں اور سرگرمیوں کو مانیٹر کیا جائے۔

۳۔ برطانیہ اور یورپ کے دیگر ممالک میں قادیانیوں کو آسانی کے ساتھ سیاسی پناہ دیئے کے معاملے پر سنجیدگی سے توجہ دی جائے اور اس مسئلے کو نہایت باریک بینی اور احتیاط کے ساتھ سفارتی سطح پر اٹھایا جائے۔

۴۔ پاکستان میں انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والے اداروں، ان کے عہدیداروں اور ظفر چوہدری جیسے ان کے سرپرستوں کی سرگرمیاں واچ کی جائیں اور خاص طور پر ان کے مالی امور کی باقاعدگی اور سختی کے ساتھ چھان بین کی جائے۔

۵۔ سیالکوٹ شکرگڑھ اور دیگر ملحقہ سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے ان علاقوں سے گزر کر ہی دہشت گردی کی تربیت حاصل کرنے کے لئے نوجوان بھارت جاتے ہیں اور وہاں سے واپس آتے ہیں یہ راستے بند کئے جائیں اور ان خاندانوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے جو دہشت گردوں کو پناہ دیتے ہیں اور ان کے لئے سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔

۶۔ جن دنوں ملک کے مختلف حصوں میں دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں اس سرحدی علاقے میں دہشت گردوں کی آمدورفت بڑھ جاتی ہے جرائم کرنے کے بعد دہشت گرد اس علاقے سے پڑوسی ملک فرار ہوجاتے ہیں اس زمانے میں اس علاقے پر کڑی نظر رکھی جائے تو دہشت گردوں پر آسانی کے ساتھ گرفت کی جاسکتی ہے۔ جس کے نتیجے میں دہشت گردوں کے جال اور ان کے سرپرستوں کے بارے میں ہولناک انکشافات ہوسکتے ہیں۔ (بشکریہ تکبیر کراچی)

مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت ربوہ کا اعلان داخلہ

مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ میں ۷ شوال المکرم سے حفظ وناظرہ۔

(بمع پرائمری تعلیم) کی کلاسوں کی تعلیم شروع ہو رہی ہے۔

مدرسہ میں داخلہ کے خواہشمند قرب وجوار کے رفقاء اپنے بچوں کو مدرسہ میں داخل کرائیں۔ مقامی و مسافر طلباء کے لئے رہائش وخوراک، وظیفہ اور تعلیم کا اعلیٰ انتظام ہے۔

مولانا غلام مصطفےٰ (منتظم) قاری عبدالرحمٰن (صدر مدرس)

مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) فون : 212611

وکھری ٹائپ دانشور .... نرالی سوچ

حافظ شفیق الرحمٰن

نفسیاتی شفا خانوں اور علاج گاہوں میں بے شمار ایسے ذہنی مریض پائے جاتے ہیں جو بزعم خویش بادشاہ' صدر اور وزیراعظم بنے پھرتے ہیں۔ نفسیاتی شفا خانوں اور علاج گاہوں کو عرف عام میں پاگل خانہ کہا جاتا ہے۔ مشہور افسانہ نگار منٹو نے بھی اپنی زندگی کے آخری ایام میں سے کچھ روز پاگل خانے میں گزارے تھے۔ منٹو جب وہاں سے رہا ہو کر باہر آئے تو کسی نے پوچھا "اب آپ آزاد فضاؤں میں کیسا محسوس کر رہے ہیں؟" تو منٹو نے بے ساختہ جواب دیا "چھوٹے پاگل خانے سے بڑے پاگل خانے میں آ گیا ہوں" جی ہاں منٹو نے ہمارے اس آزاد معاشرے کو بڑا پاگل خانہ قرار دیا تھا گویا چھوٹے پاگل خانے میں چھوٹے پاگل اور بڑے پاگل خانے میں بڑے پاگل پائے جاتے ہیں۔ بہرحال 'یہ منٹو کی رائے ہے' اس سے ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ کہنے والے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ خوبصورتی منظر میں نہیں دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے ...دیکھنے والی آنکھ ہی جب چمگادڑ کی ہو تو آفتاب نصف النہار کے اجالوں میں بھی تاریکیاں دکھائی دیتی ہیں .... بات شروع ہوئی تھی "نفسیاتی شفا خانوں میں زیر علاج بادشاہوں' صدروں اور وزراءاعظموں سے اور پہنچی چمگادڑوں تک ... صاحبو! اب نفسیاتی مریض صرف بادشاہ' صدر اور وزیراعظم ہونے کا ہی دعوے نہیں کرتے بلکہ اب "بڑے پاگل خانے" میں دندنانے والے ان مریضوں کو زعم دانشوری بھی ہو گیا ہے ....اسے کہتے ہیں ستم بالائے ستم' ایک تو قسمت کا مارا' ذہنی عدم توازن کا شکار تھا اوپر سے دانشوری کا روگ بھی لگ گیا۔ اس قسم کی مخلوق انسان کم اور چوں چوں کا مربہ زیادہ بن جاتی ہے۔ سنا تھا کہ چوں چوں کا مربہ صرف قادیانیوں کے پہلے "خلیفہ" حکیم نورالدین بھیروی کے مطب میں بنایا اور پایا جاتا تھا' جسے مرزا غلام احمد المعروف غلام احمق قادیانی پلومر ٹانک وائن کے ہمراہ علی الصبح تناول فرمایا کرتے تھے۔ نہ جانے دسترخوان قادیانیت سے اس کے کچھ ذرے اور قطرے اڑ کر جامعہ پنجاب میں کیسے پہنچ گئے۔

اب آیئے! ایک خبر ملاحظہ کیجئے جو گزشتہ روز تمام اخبارات میں کروفر کے ساتھ شائع ہوئی۔ "اتوار کے روز مقامی ہوٹل میں کرسچین لبریشن فرنٹ کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنس میں زیادہ تر سیکولر نظام کے حامی اور آزاد خیال مقررین کو مدعو کیا گیا تھا۔ بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصراللہ خان ایک مقرر پروفیسر مہدی حسن کے ریمارکس پر احتجاجاً تقریب سے چلے گئے۔ تفصیلات کے مطابق پروفیسر مہدی حسن نے اپنی تقریر میں کہا پاکستان اسلام کے لئے معرض وجود میں نہیں آیا تھا' قومی اسمبلی کی عمارت پر کلمہ لکھ کر اقلیتی حقوق پامال کئے گئے ہیں۔ پاکستان اس لئے نہیں بنایا گیا تھا کہ اس میں چودہ سو سالہ خلافت کا نظام رائج کیا جائے۔ پاکستان کے عوام نے مذہب کو نہیں جمہوریت کو ووٹ دیا تھا۔ قائداعظم کی زندگی میں مسلم لیگ کے جتنے اجلاس ہوئے کسی میں بھی تلاوت نہیں کی گئی"۔

پروفیسر مہدی حسن نے نگار خطابت کی ہتھیلیوں پر جس قسم کی "سرخ" مہندی لگا کر حسن خطابت کی داد پائی ہے اس کو پڑھ کر کسی قسم کی حیرت نہیں ہوئی۔ ہنڈیا سے وہی کچھ نکلتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ پروفیسر موصوف کے ذہن میں جو الم غلم اور عبوسا قمطریرا قسم کے خیالات تھے انہوں نے اس کا برملا اظہار کر دیا۔ پروفیسر مہدی حسن جیسے اساتذہ ہی کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوئے ایک موقع پر سابق طالب علم رہنما جاوید ہاشمی نے پنجاب یونیورسٹی کے بارے میں یہ کہا تھا کہ "اس ادارے میں پروفیسری کی قبا میں چھپے ہوئے بعض عالمی طاقتوں کے گماشتے نوجوان نسل کو اخلاقی' تہذیبی' فکری' نظری اور علمی سطح پر گمراہ کر رہے ہیں۔"

پروفیسر مہدی حسن قادیانیوں کے حوالے سے نرم گوشہ رکھتے ہیں اس لئے عیسائیوں کے جلسے میں بھی اپنے

ان محسنوں اور "آقایان ولی نعمت" کے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی پر سینہ کوبی کرنے سے باز نہیں آئے۔ روشن خیالی کی یہ خارش زدہ سرخ بھیڑیں جو کبھی روبلز کی چراگاہ میں قلانچیں بھرا کرتی تھیں ...اب ڈالروں کے مرغزاروں میں مٹرگشت فرمارہی ہیں۔ ویسے تو یہ جمہوریت کے راگ الاپتے ہوئے نہیں تھکتیں لیکن یہ بھول جاتی ہیں کہ پاکستان کے چودہ کروڑ مسلم عوام محمد علی جناح کو قائداعظم اس لئے تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اس خطہ پاک اور ارض موعود میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی حکمرانی اور غلبہ دیکھنا چاہتے تھے۔ پروفیسر صاحب کو آج اعتراض ہے کہ قومی اسمبلی کی عمارت پر کلمہ طیبہ لکھنے سے اقلیتوں کے حقوق مجروح ہوتے ہیں اور کل انہیں اعتراض ہو گا کہ کرنسی نوٹوں پر قائداعظم کی تصویر شائع کرنے سے واردھا آشرم کے پجاری سرحدی گاندھیوں کے زخموں پر نمک افشانی ہوتی ہے' اس لئے نوٹ پر سے قائداعظم کی تصویر اتار کر گاندھی جی کی مورتی چھاپ دی جائے .... اسلام اور مسلم کے لفظ سے چونکہ لبرل اور سیکولر دانشوروں کو اختلاج قلب کا خدشہ لاحق رہتا ہے اس لئے مسلم لیگ کا نام لبرل لیگ یا سیکولر پارٹی رکھ دیا جائے۔

یہ انوکھے دانشور اور ڈپ کھڑے مفکر جب قلم پکڑ کر بیٹھتے ہیں 'منفرد دکھائی دینے کے شوق میں' دکھڑی ٹاپ کے شوشے چھوڑتے ہیں۔ وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ واہگہ سرحد کو کھول دیا جائے .... پاکستان کو سیکولر سٹیٹ قرار دیا جائے ...26 اپریل 1984ء کو جاری ہونے والے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو منسوخ کیا جائے .... تعزیرات پاکستان میں 295 سی کا اضافہ ختم کیا جائے ....بھارتی ثقافت کو قانونی طور پر درآمد کیا جائے ....دینی مدارس پر پابندی لگائی جائے ... 7 ستمبر 1974ء کو آئین پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) اور آئین کی دفعہ 260 کی شق (2) کی ترمیم ختم کی جائے ... فکری طور پر بھٹکی اور ذہنی طور پر کھسکی ہوئی مٹھی بھر مغرب زدہ لڑکیوں اور عورتوں کو ماں کا دوپٹہ اور باپ کی دستار روند کر اپنے آشناؤں کے ساتھ بر سر بازار رنگ رلیاں منانے کی عام اجازت دی جائے .... اسرائیل کو تسلیم کر لیا جائے ....ایٹمی پروگرام کو رول بیک کر دیا جائے .... مسئلہ کشمیر کا نام تک نہ لیا جائے۔

کسی ایک جلسہ یا تقریب میں جس کی صدارت کوئی ہندو کر رہا تھا قرآن پاک کی تلاوت نہیں ہوئی تو مہدی حسن اور اس کے ہم نواؤں نے اسے سند بنالیا ہے اور مسلم لیگ کے وہ ہزاروں جلسے جن میں قائداعظم کی صدارت میں نہ صرف تلاوت کی گئی بلکہ حضور ختمی مرتبتؐ کی بارگاہ رسالت میں گلہائے نعت بھی پیش کئے جاتے رہے ... آخر کس قطار شمار میں ہیں ... پروفیسر موصوف قائداعظم کے حوالے نہ دیں اگر ان کا جی چاہتا ہے تو سابقہ لینن گراڈیئے اور حال وائٹ ہاؤسیے دانشوروں کا ایک اجتماع منعقد کر کے اور 14 کروڑ پاکستانی عوام کی بلا سے .... اس تقریب میں رامائن کے بھجن گائیں' ویدوں کے اشلوک پڑھیں یا بندے ماترم گائیں ...انہیں کون روک سکتا ہے؟

پاکستان دنیا کے نقشے پر وہ واحد اسلامی جمہوریہ اور مملکت خداداد ہے جہاں اقلیتیں اکثریت کے سنگ سنگ مساوی آزادیاں انجوائے کرتی ہیں۔ ہمارے ہاں عیسائی اقلیتوں کو جتنے حقوق اور آزادیاں حاصل ہیں اتنے حقوق اور آزادیاں تو شاید عیسائیوں کو مذہبی حوالے سے عیسائی اکثریت والے ممالک میں بھی حاصل نہیں۔ وہاں بھی پروٹسٹنٹ اور کیتھولک ... وائٹ اور بلیک کے حوالے سے امتیازات کی دیوار برلن اب بھی قائم ہے۔ ہمارے یہی عیسائی بھائی جب برطانیہ یا امریکہ جاتے ہیں تو رنگ و نسل اور روایات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ان کے اپنے ہم مذہب فقط مشرقی یا "دیسی کالا" ہونے کی وجہ سے انہیں وہ احترام نہیں دیتے جو انہیں پاکستانی سوسائٹی میں دیا جاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تمام آزادیوں کے ہوتے ہوئے اقلیتیں کس قسم کی پابندیوں اور ناروا امتیازات کی دہائی دے کر عالمی میڈیا کے ذریعے پاکستان کے تشخص کو مجروح کرنے پر تلی ہوئی ہیں ...اس ملک میں اگر اقلیتوں کو کچھ شکایات پیدا ہوئی ہیں تو صرف اس لئے کہ یہاں مکمل طور پر حقیقی اسلامی نظام یعنی نظام خلافت قائم نہیں ہو سکا اقتدار اور سیاست پر قابض بنیائے اسلام کے عملی نفاذ کے راستے میں ہمیشہ روکاوٹیں کھڑی کی ہیں جس دن یہ روکاوٹیں دور ہو گئیں کیا اقلیت اور کیا اکثریت کسی کو اپنے بنیادی حقوق کے مسلوب

کے جلنے اور مصلوب ہونے کا ماتم نہیں کرنا پڑے گا۔

پاکستان میں اقلیتوں کو خاص طور پر عیسائیوں کو جو مراعات اور سہولیات حاصل ہیں اتنی مراعات تو گورے عیسائیوں کو ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں بھی ہندوستان میں حاصل نہیں تھیں۔ ــ دن 24 دسمبر 1997ء

Daily DIN Lahore

قادیانیوں کی سازشیں

قومی اسمبلی کے اجلاس میں ملک کے حالیہ آئینی و عدالتی بحران میں قادیانیوں کا ہاتھ ہونے کی صدائے بازگشت منگل کے روز بھی سنی گئی' جب جاوید ابراہیم نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس پر ایوان کو بتایا کہ یہ بحران ایک سازش کا نتیجہ تھا اور یہ سازش وزارتِ داخلہ میں موجود قادیانی افسروں نے کی ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس میں حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائی گئی تھی کہ حالیہ بحران کے دوران قادیانیوں نے 30 کروڑ روپے صرف کئے مگر وزارتِ داخلہ نے اس ضمن میں یہ کہہ کر کوئی جواب دینے سے انکار کر دیا کہ یہ معاملہ ان کی وزارت سے نہیں بلکہ مذہبی امور کی وزارت سے متعلق ہے۔

یہ پہلا موقع نہیں کہ پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ دسمبر کے دوسرے ہفتے میں بھی قادیانی فرقے کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی ایک تقریر پر' جو سیٹلائٹ کے ذریعہ پاکستان میں بھی دیکھی گئی' خاصی لے دے ہوئی تھی اور وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ ظفرالحق نے کہا تھا کہ قادیانی ملک کو توڑنے کی سازش کر رہے ہیں۔ ان دنوں بھی یہ بات کہی گئی تھی کہ حالیہ آئینی و عدالتی بحران میں قادیانیوں کا ہاتھ تھا۔ مسلم لیگ کے سرکاری صدارتی امیدوار جسٹس (ر) رفیق احمد تارڑ نے بھی اس بارے میں قادیانیوں کو ذمہ دار قرار دیتے ہوئے الزام عاید کیا تھا کہ اس بحران کے ایک کردار کے نام ابوظہبی کے ایک تاجر نے دو کروڑ روپے کا چیک جاری کیا تھا۔ اس موقع پر وزیر مذہبی امور نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ حکومت مرزا طاہر احمد کے بیان کی تصدیق کے بعد کوئی پالیسی وضع کرے گی۔

یہ بات نہایت افسوسناک ہے کہ تقریباً تین ہفتے گزر جانے کے باوجود حکومت نے اس معاملہ میں نہ تو کوئی تحقیقات کرائی ہے اور نہ ہی بحران میں قادیانیوں کے کردار کے بارے میں کوئی بات عوام کو بتائی ہے۔ قومی اسمبلی میں بھی کوئی واضح بات نہیں بتائی گئی۔ وزارتِ داخلہ نے اس بارے میں استفسار کا جواب دینے سے جو انکار کیا ہے' وہ بھی محلِ نظر ہے۔ ہم ایک بار پھر حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ قادیانیوں پر الزام اور ابوظہبی کے تاجر کے دو کروڑ کے چیک کے بارے میں تحقیقات کرائے' قوم کو تمام حالات سے باخبر کیا جائے اور اس کردار کو بھی قوم کے سامنے لایا جائے جس کے نام پر چیک کاٹا گیا تھا۔ ○

روزنامہ خبریں [illegible] ۱۹۹۸ء

سپاہ صحابہ نہ سپاہ محمد
دہشت گردی قادیانیوں نے کی۔
سرکاری ادارے کی رپورٹ
لاہور' فیصل آباد اور دیگر شہروں میں قادیانیوں نے دہشت گردی کی

لاہور (پی این این) گزشتہ چند ماہ کے دوران وسطی پنجاب کے مختلف شہروں میں ہونے والے مذہبی دہشت گردی کے واقعات میں قادیانی ملوث تھے اس بات کا انکشاف وفاقی حکومت کو ایک خفیہ ادارے کی طرف سے بھیجی گئی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے جس میں یہ دعویٰ بھی شامل ہے کہ بھارتی پنجاب کے قصبے قادیان میں بھارتی حکومت خفیہ ادارے راکی زیر نگرانی چلنے والے کیمپ میں پاکستان سے خاص طور پر تیار کئے گئے قادیانی اور بعض حلقوں میں عیسائی نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان نوجوانوں کی بڑی تعداد کا تعلق سیالکوٹ' لاہور اور اوکاڑہ کے علاوہ شکرگڑھ کے سرحدی علاقے سے ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ شکر گڑھ سے قادیان کا فاصلہ تقریباً 22 میل ہے رپورٹ کے پس منظر میں وسطی پنجاب کے شہروں لاہور' فیصل آباد' شیخوپورہ اور دیگر حصوں میں ہونے والی دہشت گردی کی وارداتوں میں ہلاک ہونے والے شیعہ اور سنی مسلمانوں کا حوالہ دیا گیا ہے نیز یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ ان وارداتوں میں سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد دونوں کا کوئی تعلق نہیں تھا خفیہ ادارے کی رپورٹ میں حکومت

تجویز کیا گیا ہے کہ سیالکوٹ' شکر گڑھ اور دیگر ملحقہ سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیوں کو مانیٹر کیا جائے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور

21 دسمبر 1997ء

قادیانی دہشت گردی میں ملوث ہیں' حکومت عدلیہ بحران پر کروڑوں ڈالر خرچ کیے

بحران کا مقصد ملک میں سیکولر قیادت لانا تھا' مرکزی کردار کو 32 کروڑ ڈالر دیئے گئے

قادیان میں نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے' اعلیٰ حکام کی سرگرمیاں مانیٹر کرتے ہیں

وسطی پنجاب میں ہونیوالی دہشت گردی میں شیعہ اور سنی ملوث نہیں تھے: خفیہ رپورٹ

لاہور (پی این این) نواز حکومت اور عدالت عظمیٰ کے درمیان گزشتہ بحران کا مقصد ملک میں سیاسی اور عسکری ہر دو شعبوں میں سیکولر قیادت کو بر سر اقتدار لانا تھا اور اس مقصد کیلئے اندرون ملک قادیانی عناصر کو 32 کروڑ ڈالر کی رقم فراہم کی گئی تھی جو اس بحران میں مرکزی کردار ادا کرنے والوں تک پہنچائی گئی۔ اس امر کا انکشاف حکومت کو موصولہ ایک خفیہ ادارے کی رپورٹ میں کیا گیا۔ واضح رہے کہ ایک اہم شخصیت نے بھی خبردار کیا تھا کہ پاکستان میں بحران کی ذمہ دار شخصیات کو ابوظہبی کے ایک تاجر کی طرف سے کروڑوں ڈالر ادا کیے گئے ہیں۔ رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ملک میں بحران پیدا کرنے کا مقصد ایسے حالات پیدا کرنا تھا کہ پاکستان کے آئین کو فرسودہ قرار دیتے ہوئے آٹھویں ترمیم کا مکمل خاتمہ اور توہین رسالت کے قانون کا انتفاع تھا جس کے بعد قادیانی اپنے آپ کو مسلمان لکھنے کی آزادی حاصل کر لیتے۔ رپورٹ میں بعض انتہائی اہم ذرائع سے تصدیق کی گئی ہے کہ قادیانی عناصر نے بحران کے دنوں میں بعض اعلیٰ عہدیداروں کی سرگرمیوں کو مانیٹر کرنے کے علاوہ متعلقہ شخصیات کو بیرون ملک سے اہم پیغامات بھی مہیا کئے۔ علاوہ ازیں گزشتہ چند ماہ کے دوران وسطی پنجاب کے مختلف شہروں میں ہونے والی مذہبی دہشت گردی میں قادیانی ملوث تھے۔ اس بات کا انکشاف وفاقی حکومت کو ایک خفیہ ادارے کی طرف سے بھیجی گئی رپورٹ میں کیا گیا ہے جس میں یہ دعویٰ بھی شامل ہے کہ بھارتی پنجاب کے قصبے قادیان میں بھارتی حکومت خفیہ ادارے "را" کی زیر نگرانی چلنے والے کیمپ میں پاکستان سے خاص طور پر تیار کئے گئے قادیانی اور بعض حالتوں میں عیسائی نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان نوجوانوں کی بڑی تعداد کا تعلق سیالکوٹ' لاہور اور اوکاڑہ کے علاوہ شکر گڑھ کے سرحدی علاقے سے ہوتا ہے۔ رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ان نوجوانوں کو سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کے گھروں میں پناہ دی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ شکر گڑھ سے قادیان کا فاصلہ تقریباً 22 میل ہے رپورٹ کے پس منظر میں وسطی پنجاب کے شہروں لاہور' فیصل آباد' شیخوپورہ اور دیگر حصوں میں ہونے والی دہشت گردی کی وارداتوں میں ہلاک ہونے والے شیعہ اور سنی مسلمانوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نیز یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ ان وارداتوں میں سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد "دونوں کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ خفیہ ادارے کی رپورٹ میں حکومت کو تجویز کیا گیا ہے کہ سیالکوٹ' شکر گڑھ اور دیگر ملحقہ سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیوں کو مانیٹر کیا جائے۔

روزنامہ خبریں 21 دسمبر 1997ء

قادیانی ریاست بنانے کیلئے پنجاب میں زمین کی خریداری کے منصوبے کا انکشاف

مرزا رفیع کو انچارج بنایا گیا ہے

لاہور (پی این این) جماعت احمدیہ انٹرنیشنل کے موجودہ امیر مرزا طاہر احمد کی خصوصی ہدایت پر قادیانی جماعت نے اندرون ملک بعض عیسائی انتہاپسند رہنماؤں اور ایک نئی عسکری تنظیم "سپاہ مسیحا" کے تعاون سے وسطی پنجاب میں خود مختار قادیانی سٹیٹ بنانے کیلئے سیالکوٹ' شکر گڑھ' نارووال' گجرات' حافظ آباد' خانقاہ ڈوگراں' چنیوٹ اور جھنگ کے علاقوں میں زرعی اور سکنی زمینوں کی خریداری کا ایک عظیم منصوبہ تشکیل دیا ہے۔ وزیراعظم نواز شریف کو ایک حکومتی ادارے کی طرف سے ارسال کی جانے والی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ نے اندرون ملک اپنی تحصیل اور ضلع کی سطح پر تنظیموں بالخصوص مجلس انصار اللہ پاکستان اور تحریک جدید کو کروڑوں روپے کے فنڈز مہیا کئے ہیں۔ اس رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مرزا طاہر کے بھائی مرزا رفیع احمد کو منصوبے ٭

انچارج مقرر کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق تحصیل و ضلع جھنگ میں ایک قادیانی اسسٹنٹ کمشنر منور احمد مجوکہ متعین گوجرانوالہ کے اثر و رسوخ کی وجہ سے چک نمبر 7 تھل نمبر 2 میں وسیع زرعی رقبہ خریدا گیا جس پر 63 لاکھ 50 ہزار روپیہ خرچ آچکا ہے۔ واضح رہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے صدر مقام ربوہ میں کسی بھی مسلمان کو قادیانیوں کی پراپرٹی خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔

مرزا طاہر احمد نے اعلانِ جنگ کر دیا

جمیل چشتی

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے برصغیر پاک و ہند میں جو تحریک چلی اس سے ہر کوئی آگاہ ہے۔ تحریک ختم نبوت اس وقت تک عروج پر رہی جب تک بھٹو دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دے دیا گیا۔ انہیں غیر مسلم قرار دینے کے بعد تمام اسلامی ممالک کو ایک سرکلر جاری کر دیا گیا کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ جب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تب میرے ایک مہربان جو غیر سیاسی ہیں نے بتایا کہ وہ گورنر ہاؤس میں تھے۔ شام کے وقت شورش کاشمیری مرحوم وہاں آئے اور انہوں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے، وہ وجد کے عالم میں خوشی سے جھوم رہے تھے۔ اس بارے اپنی قربانیوں سے ہٹ کر وہ بھٹو مرحوم کا شکریہ ادا کر رہے تھے جبکہ اس سے پہلے وہ ذوالفقار علی بھٹو کے بار بار بلانے کے باوجود ان سے ملاقات کیلئے نہیں گئے تھے۔ ان کے ساتھ اس تحریک میں شامل ہر شخص کا یہی حال تھا، پھر قادیانی اچانک خاموش ہو گئے۔ مرزا طاہر احمد کی کوئی آواز نہ آئی اور کچھ عرصہ پاکستان میں رہنے کے بعد وہ ملک چھوڑ کر چلے گئے لیکن قادیانیوں نے زیرزمین سرگرمیاں جاری رکھیں اور ایک اطلاع کے مطابق بہت سے اہم عہدوں پر قادیانی آ گئے۔ جب ان کا انڈر گراؤنڈ ہوم ورک مکمل ہو گیا تب ڈش کے ذریعے مرزا طاہر احمد کا خطاب شروع ہو گیا۔ ایک ہفتہ قبل انہوں نے ملک میں ہونے والے سیاسی بحران کا جس انداز میں ذکر کیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس میں کس حد تک ملوث تھے۔ ہفتے کو پھر انہوں نے اپنے خطاب میں اگرچہ پہلے وضاحت کی کہ ان کا موجودہ آئینی بحران سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ "میں قوم کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے ہوش کے ناخن لو، عقل کرو اور راہ راست پر آ جاؤ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمیشہ جماعت کے ساتھ ہے اور اگر قوم نے سرزمین پاکستان کو بچانا ہے تو پھر امور مملکت سے ملاؤں کو دور رکھا جائے۔ حکومت سے ملاؤں کا عمل دخل ختم ہو جائے تو پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا۔"

جب پہلے مرزا طاہر احمد نے ملکی بحران بارے بیان دیا تب بھی میں نے اس بارے اپنا کالم لکھا اور یہ کہا کہ اب سب کو خصوصاً حکومت کو چاہئے کہ وہ اس بات کی وضاحت کرے کہ مرزا طاہر احمد کے یہاں ملک میں مراسم نہیں ہیں کیونکہ مرزا طاہر احمد نے اپنے سابقہ بیان میں یہی تاثر چھوڑ تھا جیسا کہ ان کے سب کے ساتھ مراسم ہوں لیکن کسی طرف سے اسکا جواب نہ آیا لیکن ہفتے کو پھر مرزا طاہر احمد کا ایک اور بیان آ گیا جو ایک طرح سے اعلان جنگ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ انہوں نے اس بیان میں ملاؤں کا ذکر کر کے تمام اسلامی ممالک کو ایک طرح سے چیلنج کر دیا ہے۔ اس سے اس ملک میں ایک مرتبہ پھر ایک بڑی تحریک جنم لے سکتی ہے۔ میں نے پہلے کالم میں یہ تحریر کیا تھا کہ دینی جماعتیں قادیانیوں کے مسئلہ پر ایک ہیں اور اب یہ خطاب کر کے انہوں نے الثادینی جماعتوں کو للکارا ہے۔ اگر اب بھی اس فتنہ کو نہ روکا گیا تو ملک کے اندر پھر بڑا فساد ہو سکتا ہے۔ مرزا طاہر احمد نے اپنے خطاب میں ایک تاثر یہ چھوڑ دیا ہے کہ ملک کے اندر موجود اہم عہدوں پر فائز قادیانیوں نے انہیں اس حد تک یقین دہانی کرا دی ہے کہ وہ ہر قسم کی جنگ لڑنے کیلئے تیار ہیں۔ مرزا طاہر احمد نے ماضی میں ملک کے آئین و قانون کی بات کی تھی اور اب وہ جس تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں یقیناً وہ کسی کی یقین دہانی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ میری حکومت سے پھر درخواست ہے کہ وہ اس بارے

فوری وفاقی بیان جاری کریں کیونکہ یہ ملک مزید کسی خونریزی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم ماضی میں جھانکیں تو دینی کتب میں ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ پیر مہر علی شاہؒ آف گولڑا شریف نے اجمیر شریف میں مرزے کا چیلنج قبول کیا اور مناظرہ کیلئے اجمیر شریف سے لاہور آئے۔ تب دین محمد پریس والے نے اس کا اہتمام کرلیا۔ راوی لکھتے ہیں کہ تب اس قدر لوگ لاہور پہنچ گئے کہ ٹرینوں میں جگہ نہیں تھی۔ تب مرزے نے کہا کہ مجھے جان کا خطرہ ہے لیکن آپ نے فرمایا کہ مرزا صاحب آپ کی حفاظت کا ذمہ میں لیتا ہوں ویسے بھی آپ اگر نعوذ باللہ نبی اور خلیفہ بھی کہتے ہیں تو پھر ڈرنے کی کیا بات ہے۔ میں رسول ﷺ کا ادنیٰ غلام ہوں میں صرف قلم اور کاغذ رکھ دیتا ہوں آپ صرف یہ لکھ دیں کہ نعوذ باللہ آپ نبی یا خلیفہ ہیں، لیکن اس کے باوجود مرزا صاحب وہاں نہیں آئے

روزنامہ پاکستان لاہور اتوار 13 شعبان 1418ھ 14 دسمبر 1997ء

”قاضی“ کی پھر آمد اور مرزا طاہر احمد

جمیل چشتی

اس سے بھی زیادہ خوفناک صورتحال قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کے اس بیان نے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اگر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا آئین نہ ٹوٹا تو ملک ٹوٹ جائیگا، پیدا کر دی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ آئین ردی کاغذ کا ایک پرزہ ہے اگر یہ آئین و قانون اسی طرح ہمارے حقوق چاٹتا رہا تو یہ آئین ملک کو بھی اسی طرح چاٹ جائیگا۔ ایک جگہ انہوں نے کہا کہ سابق صدر فاروق لغاری اور جماعت اسلامی کے دیرینہ خوشگوار تعلقات اور مخفی معاہدہ کی بناء پر معلوم ہونے لگا تھا کہ وہ (قاضی) ملک پر دو سال کیلئے مسلط ہو جائیں گے مگر یہ سازش ہی کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ اسے فوج کی حمایت حاصل نہ ہو سکی تھی۔ مرزا طاہر احمد کے اس بیان کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ وہ پاکستان جہاں ایک طویل تحریک کے بعد اس کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا مرزا صاحب کو اس سے کس حد تک محبت ہو سکتی ہے انہوں نے آخر میں جو جملے کہے وہ بہت خطرناک ہیں کیونکہ انہوں نے ایسا تاثر چھوڑا ہے جس سے وہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ ملک میں ہونے والے خفیہ معاہدوں کے بارے میں بھی آگاہی رکھتے ہیں۔ انہوں نے دانستہ یا غیر دانستہ یہ تاثر بھی قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ جیسے وہ ملک میں موجود یا ختم ہو جانے والے بحران میں پوری طرح شریک تھے اور یہ کہ ان کی کہیں رضا مندی بھی شامل تھی۔ بعض حلقوں کے مطابق جماعت اسلامی کے بارے میں اس طرح کا بیان دیکر انہوں نے ملک میں انتشار کی سی صورتحال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام متعلقہ احباب اپنی پوزیشنیں واضح کریں سب سے زیادہ فرض حکومت کا ہے کہ وہ فوری طور پر اس فتنے کو اٹھنے سے قبل اپنی آہنی گرفت میں لے لے۔

روزنامہ پاکستان لاہور 8 دسمبر 1997ء

قادیانیوں کی معروف فرم ”**شیزان**“ کی مصنوعات کو استعمال مت کریں۔

آپ شیزان کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کر کے محبتِ رسول ﷺ کا ثبوت دیں۔

قادیانی فرقہ حکومت کیلئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں وزارت داخلہ کی نگرانی کا حکم دیدیا

نیا حکم مرزا طاہر کی تقریر اور خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹوں کے بعد دیا گیا کہ شیعہ سنی جھگڑے اور دہشت گردی

تفرقہ پیدا کرنے کیلئے قادیانی پیسہ استعمال ہو رہا ہے، ملک کے اندر اور باہر قادیانی افسر تبدیل کر دیئے جائیں گے دو قوم اکٹھی کی جا رہی ہیں

بدامنی کے واقعات میں قادیانی ملوث ہیں

اسلام آباد (پی این این) وفاقی وزارت داخلہ نے اہم پوسٹوں پر تعینات قادیانی افسران اور دیگر مرزائی شخصیات کی کڑی نگرانی کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ یہ احکامات مرزا طاہر کے لندن کے خطاب اور خفیہ ایجنسیوں کی ان رپورٹس کے بعد جاری کئے گئے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ ملک میں بدامنی کے واقعات شیعہ، سنی جھگڑے، تفرقہ بازی اور دہشت گردی کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے اور اس کا مقصد ملک میں بدامنی پھیلانا ہے تاکہ ملک میں بھائی چارہ اور سرمایہ کاری کے لئے سازگار فضا قائم نہ رہ سکے اور ملک معاشی طور پر کمزور ہو جائے۔ "پی این این" کی اطلاع کے مطابق ملک میں تفرقہ بازی، بدامنی پیدا کرنے میں قادیانی پیسہ ہی استعمال ہو رہا ہے اور یہ پیسہ نہ صرف اندرون ملک سے اکٹھا کیا جا رہا ہے بلکہ بیرون ملک قادیانی اس "جہاد" کے لئے فنڈ فراہم کر رہے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق دہشت گردی کی وارداتوں میں قادیانیوں کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ حکومت نے ان تمام کی کڑی نگرانی کے احکامات جاری کر دیئے ہیں اور کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افراد کی سرگرمیوں پر خصوصی چیک لگا دیا گیا ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ بیوروکریسی میں قادیانی ایجنٹ حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرتے رہے ہیں۔ آئندہ چند روز میں رپورٹس مکمل ہونے پر حکومت حساس جگہوں سے قادیانی ملازمین کو تبدیل کر دے گی۔ حکومتی فیصلے کی اطلاع ملتے ہی سرگرم قادیانی احتیاطاً زیر زمین چلے گئے ہیں۔ قادیانی رہنماؤں کی طرف سے یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ وہ فی الحال اپنی سرگرمیاں معطل کر دیں یا احتیاط کریں اس دوران حالات سازگار کر لئے جائیں گے۔

"کپتان کی غلطیاں اور پاکستان کی جیت"

نقاب اشاعت

خوشنود علی خان

قارئین محترم! تین دن پہلے مجھے راولپنڈی بیورو سے طاہر مغل صاحب نے فون کیا صوابی سے ایک ریٹائرڈ میجر مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے فون پر بات کی اور بتایا کہ میں کہیں ضروری کام سے جا رہا ہوں' آپ پورے اعتماد اور یقین سے طاہر مغل صاحب کو وہ کچھ بتا سکتے ہیں' جو آپ مجھے بتانا چاہتے ہیں' لہٰذا انہوں نے طاہر مغل صاحب کو ایک فہرست پیش کی۔ پاکستان کے بعض اہم عہدوں پر فائز اور اہم جگہوں پر فائز قادیانیوں کی تھی۔ معلومات بڑی دلچسپ تھیں اور ان کا دعویٰ تھا کہ وہ یہ باتیں پہلے بھی ذمہ دار شخصیات کے علم میں لا چکے ہیں۔

بہرحال وہ فہرست اور اس کی دوسری تفصیلات اتنی خوفناک ہیں کہ میں ابھی تک اسے شائع کرنے کی جرأت نہیں کر سکا لیکن اب مسلم لیگ کو احتیاط ضرور کرنا پڑے گی کیونکہ یہ بات تو عیاں ہے کہ مسلم لیگ کا اس معاملے میں کوئی مقابلہ نہیں، لیکن جماعت اسلامی نے جس طرف اشارہ کیا ہے وہ اگر کل صدر بن بھی جائے تو بھی اس پر اتنا کیچڑ اچھلے گا کہ مسلم لیگ خود کہہ اٹھے گی کہ یہ ہم نے کیا کیا لہٰذا فیصلہ تمام پہلوؤں کو دیکھ کر کرنا ہو گا۔

روزنامہ جنگ، 15 دسمبر 1997ء

ایک اور سازش

ناقابل اشاعت

خوشنود علی خان

اگلے کچھ دنوں میں اس ملک میں ایک اور بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہونے والا ہے اور یہ مسئلہ قادیانی اور احمدی اٹھا رہے ہیں۔ اور قادیانیوں کی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن سے اپنے براہ راست خطاب میں یہ بات پورا منہ کھول کر کہہ دی ہے کہ اگر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا آئین نہ ٹوٹا تو یہ ملک ٹوٹ جائے گا اور یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان میں فسق وفجور اور فساد کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے بالآخر وہ سپریم کورٹ کو بھی لے ڈوبے گا۔ وہ آئین بھی جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے رکھا ہے یقیناً اس سیلاب کی نذر ہو جائے گا۔

قارئین محترم! مرزا طاہر احمد نے یہ بیان عین اس موقع پر دیا ہے جب پوری امت مسلمہ ایران میں یکجہتی کیلئے اکٹھا ہو رہی ہے۔ ایک نیا ایجنڈا سامنے آ رہا ہے۔ اس موقع پر مرزا طاہر احمد کا یہ بیان یقیناً کسی پلان کا حصہ ہے۔ قارئین کی یاد دہانی کیلئے عرض کرتا چلوں کہ ابھی دو دن پہلے اسلام آباد انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں بشپ آف کنٹربری نے پہلی بار یہ جرأت بھی کر ڈالی کہ اس نے بھی منہ کھول کر یہ بات کہہ دی کہ یہاں مسلمانوں کو عیسائی بننے کی آزادی ہونی چاہئے یعنی اب وہ بھی یہاں مرتد ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ کیا آپ کا دل نہیں مانتا کہ کچھ قوتیں اس ملک کو سیکولر ملک بنانا چاہتی ہیں اور میری معلومات کے مطابق یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ آپ اس پر نظر رکھیں اور دیکھیں بھارت میں اب:

1۔ موساد
2۔ را
3۔ بی جے پی اور
4۔ ملٹی نیشنلز

کیا منظر پیدا کرتی ہیں۔ یہاں شاید ملٹی نیشنلز کے بجائے بیرونی طاقت سے چلنے والی NGO's سے یہ کام لیا جائے' کیونکہ ہمارے یہاں کا ہر اہم آدمی بیرونی امداد سے چلنے والی کسی نہ کسی این جی او کا سربراہ ہے۔

قارئین محترم! میں نے اوپر دینی مدرسوں کا ذکر کیا۔ مجھے یقین ہے 'مرزا طاہر احمد کے بیان کے جواب میں دینی مدرسوں سے آواز اٹھے گی۔ دینی جماعتیں مرزا طاہر احمد کو ردعمل میں بتائیں گی کہ پاکستان اور آئین پاکستان کے بارے میں وہ ابھی تک اس طرح کی گفتگو نہیں کر سکتے۔ یہاں ابھی تک اس کی اجازت نہیں۔ مجھے یہ یقین ہے کہ بشپ آف کنٹربری کے اس بیان پر کہ یہاں مسلمانوں کو عیسائی ہونے کی اجازت ہونی چاہئے' ایسا ردعمل آئے گا کہ ایسا کہنے والوں کو "نانی" یاد آ جائے گی۔

روزنامہ خبریں 8 دسمبر 1997ء

آوازیں

سید انور قدوائی

ملک میں حالیہ بحران کے بعد ارض وطن سے ایسی عجیب وغریب آوازیں ابھری ہیں جیسے شدید زلزلے کے بعد گڑگڑاہٹ کا شور بلند ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابھی زلزلے کے جھٹکے باقی ہیں یا کوئی اور زلزلہ آنے والا ہے۔ ظاہراً حالیہ آئینی وسیاسی بحران اور "ان آوازوں" کا آپس میں کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ دونوں ایک ہی حادثہ اور واقعہ کا حصہ ہیں اور کسی سازش اور منصوبہ بندی کے تحت ایسا کیا جا رہا ہے لیکن باعث تشویش واضطراب یہ بات ہے کہ ان "آوازوں" کے تانے بانے ملک سے نہیں، کہیں اور سے جڑے نظر آتے ہیں اور یہ "صدا" بھی

باہر سے سنائی دی گئی کہ عیسائی مذہب کے ایک فرقے کے "بڑے پادری" آرچ بشپ آف کنٹربری پاکستان کے دورے پر آئے تو ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ قائم مقام صدر گورنروں سے ملاقاتیں کیں۔ تقاریب کا بھی اہتمام کیا گیا لیکن "آداب مہمان داری" کیخلاف انہوں نے چند ایسی باتیں کہیں جو کسی طور پر مناسب اور درست نہیں تھیں۔ ابھی ان کا دورہ مکمل ہی ہوا تھا اور ان کے بیانات پر دینی وسماجی حلقوں کی جانب سے شدید رد عمل کا اظہار کیا جارہا تھا کہ قادیانی فرقہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی آواز سنائی دی گئی وہ ایک مدت سے برطانیہ میں مقیم ہیں جہاں قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا ہے۔ انہیں برطانوی ٹیلی ویژن کا ایک چینل کرایہ پر دیا گیا جہاں سے وہ قادیانیوں سے خطاب کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہومیو پیتھی کے ماہر ڈاکٹر ہیں اور مختلف امراض کا علاج بھی تجویز کرتے ہیں لیکن گزشتہ روز "ڈش پر" اپنے فرقہ والوں سے مخاطب ہو کر انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس نے آرچ بشپ کی جلتی باتوں پر تیل کا کام کیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دونوں اشخاص نے دیدہ دانستہ طور پر ایسا کیا ہے۔ ورنہ ایسی باتوں کا کوئی جواز نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا تنازعہ موجود تھا جس کے حوالے سے انہیں وقت کی فوری ضرورت قرار دیا جاتا۔ آرچ بشپ نے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں لیکچر دیتے ہوئے یہ تجویز دی کہ جس طرح عیسائیوں کو مسلمان ہونے کی اجازت ہے اس طرح مسلمانوں کو بھی عیسائی ہونے پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے قانون توہین رسالتؐ میں ترمیم کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ اس طرح انہوں نے "اپنی ذات کو متنازعہ" بنایا اور اب چاروں طرف سے ان کیخلاف بیانات کا انبار لگ گیا ہے۔ ان کی باتیں کسی معقول دلیل کے بغیر ہیں اور انہیں بخوبی علم ہے کہ اسلام میں دین مذہب تبدیل کرنے کی اجازت نہیں ہے اور ایسا کرنا وہ سنگین جرم ہے جس کی سزا موت قرار دی گئی ہے۔ جہاں تک توہین رسالت کے قانون کا تعلق ہے تو سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں تمام انبیائے کرام کی توہین اس قانون کے تحت جرم قرار پائی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی توہین بھی ویسا ہی جرم ہے جیسا کہ رسول اللہؐ کی توہین...... آرچ بشپ کو اگر یہ بات معلوم تھی تو اس قانون پر اعتراض کا کوئی جواز نہیں تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی "ڈیوٹی" کچھ اور تھی جسے قادیانی فرقے کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے تو انتہا کر دی ہے

ان کے اس بیان سے ملک میں ایک طوفان کھڑا ہو سکتا ہے لیکن مسلمان اس سازش کو سمجھ گئے ہیں وہ ایسے کسی جال میں نہیں آئیں گے۔ فیڈریشن آف چیمبرز آف کامرس انڈسٹری کے سابق محمد شفیق نے چند ماہ قبل مجھے اس خطرہ سے آگاہ کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ قادیانی ملک کا آئین توڑنے کی سازش میں مصروف ہیں اور اس حوالے سے درپردہ کام کیا جارہا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ ان کے پاس اس کے کیا شواہد ہیں تو ان کا جواب تھا کہ یہ میری اطلاعات ہیں۔ ثبوت اور شواہد کچھ نہیں "اللہ کرے یہ غلط ہو"...... میری چھٹی حس میاں شفیق کی بات کی تائید کرتی تھی اور جب عدلیہ اور حکومت کے درمیان اختلاف اچانک ایک طوفان بن گیا۔ ظاہرا کوئی اہم اور سنگین مسئلہ بھی نہیں تھا تو اس میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا کہ ڈوری کہیں اور ہل رہی ہے اور ساری بساط لپیٹنے والی ہے۔ انہی دنوں ذوالفقار علی بھٹو کے ایک دوست ملک شبیر کا مجھے فون آیا کہ قادیانیوں کے ایک ذمہ دار شخص سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ موجودہ حکومت زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ چند ایسے لوگ بڑے متحرک و سرگرم دیکھے گئے جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا قادیانیوں سے بڑا تعلق ہے۔ ان میں ایک ایسے بھی تھے جنہیں "ٹیکنو کریٹس حکومت" قائم ہونے کا بڑا ہی یقین تھا جب ملک میں مارشل لاء لگنے کی افواہ پھیلی تو میری مولانا شاہ احمد نورانی سے بات ہوئی۔ انہوں نے "دوسرے رخ" کیلئے بیان دیا وہ یہی تھا کہ قادیانی اور یہودی پاکستان کیخلاف سازش میں مصروف ہیں اور قادیانیوں کی کوشش ہے کہ ملک کا آئین ٹوٹ جائے جس میں انہیں کافر اور اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ مولانا نورانی کے بارے میں یہ بات پکی ہے کہ وہ بڑے "باخبر" مذہبی و سیاسی رہنما ہیں لیکن ملک جس اندوہناک بحران سے دوچار تھا کسی نے اس جانب توجہ نہیں دی کہ عوام ایک آگ میں جل رہے تھے ایسا اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا لیکن چند روز قبل مرزا طاہر احمد کی ڈش پر تقریر نے سب کی آنکھیں کھول دی ہیں کہ مرزا طاہر نے "قادیانی سازش" کا نہ صرف اعتراف کر لیا ہے بلکہ ملک کے آئین کی توہین کی ہے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کیلئے اشتعال انگیز باتیں کی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ آرچ بشپ نے ابتداء کی تھی جس کی مرزا طاہر احمد نے انتہا کر دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر موجودہ آئین نہ ٹوٹا تو ملک ٹوٹ جائیگا۔ ان کی "آواز" میں آئین کے بارے میں قابل اعتراض اور

توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ایک صدا یہ ہے کہ یہ آئین ردی کا ٹکڑا ہے۔ دوسری آواز یہ آئی کہ موجودہ آئین ختم نہ ہوا تو ملک کو چاٹ جائیگا۔ مرزا طاہر نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس آئین نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور یہ آوازیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ یہ سب کچھ عوام میں اشتعال پیدا کر کے فتنہ وفساد ہی نہیں ملک میں انارکی پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن مرزا طاہر مطمئن رہیں وہ دن کبھی نہیں آئیگا جب ملک کا آئین ٹوٹے۔ عوام متحد ہیں۔ وہ کسی ایسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ یہ سارا فساد مرزا طاہر اور آرچ بشپ نے کھڑا کیا ہے۔ اس کا عیسائی یا قادیانی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس طرح مسلمانوں، عیسائیوں اور قادیانیوں کو آپس میں لڑانے کی سازش بھی دم توڑ جائیگی۔ اس حوالہ سے اعلیٰ سطح کی تحقیقات کرا کے "اصلی چہرے" بے نقاب کئے جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس میں کتنے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔ یہ فوری اور جلدی کرنے کا کام ہے تاکہ "سازشی" پہچانے جا سکیں، جنہوں نے اپنے چہروں پر کئی نقابیں اوڑھ رکھی ہیں اور طرح طرح کی "آوازیں" لگا رہے ہیں۔ ایسی "آوازوں کا گلا" گھونٹ دیا جائے کہ یہی وقت کا تقاضا اور یہی "وقت کا فیصلہ" ہے۔ **نامہ جنگ لاہور 11 دسمبر 1997ء**

آئین کا غدار

حافظ شفیق الرحمٰن

قادیانی جماعت کے سربراہ، مرزا طاہر احمد نے اپنے تازہ ترین بھاشن میں پاکستان کے آئین کے خوب لتے لئے ہیں--- مرزا طاہر احمد آج کل اپنے آباؤ اجداد کے سرپرستوں اور آقایان ولی نعمت کے دیس برطانیہ میں مقیم ہیں اور داد عیش دے رہے ہیں۔ راجپالوں، رشدیوں اور تسلیمہ نسرینوں کی سرپرستی اور تحفظ کیلئے تمام اخلاقی اور سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھ دینے کی عادی مغربی عیسوی قوتیں مرزا طاہر کو آب ودانہ فراہم کر رہی ہیں تاکہ وہ اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ معروف رہیں--- مرزا طاہر گزشتہ دو عشروں سے مغرب کے اسلام دشمن سرمایہ داروں کے دسترخوان عیش کی چھوڑی ہوئی ہڈیوں پر گزر بسر کر رہے ہیں

"بڑے مرزا صاحب" نے جہاد بالسیف کی ممانعت کا فتویٰ دیا تھا اور برصغیر کے لاکھوں مسلم عوام کو زنجیر و زنداں، صلیب وسلاسل اور طوق وقفس کے مذبح خانوں میں بے دریغ ذبح کرنے والے ہڈسن زادوں اور کلائیو زادوں کے ہاتھ مضبوط کئے تھے، برطانوی استعمار کے ٹوڈی بچے کی حیثیت سے "بڑے مرزا" نے کئی تنگ رچائے۔ ڈاروِن کے بونے کی طرح ان کے دعویٰ مہدویت نے بھی کئی ارتقائی مراحل طے کئے۔ "پوپ" کے لبادے میں چھپے ہوئے راسپوٹین اور پہلن سے جس حد تک ہو سکا اس نے مسلمانوں کی تحریک آزادی کی بیخ کنی کی کوشش کی۔

قرآن کی نص قطعی ہے کہ فخر کائنات، آیہ موجودات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں--- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ قرون اولیٰ کے مسلمان ہر جھوٹے مدعی نبوت کو واجب القتل سمجھتے تھے۔ 1974ء کے آئین نے قرآن وحدیث کے فرمودات، صحابہ کرام کے آثار و احوال اور جمہور امت کے اجماع کی روشنی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا--- مرزا طاہر اور ان کی گستاخ تنظیم اس پر آتش زیرپا ہے لیکن تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے آمادہ نہیں۔

اب آیئے نئے "نورِ نظر" مدعی نبوت اور لیفٹ مرزا طاہر کی تازہ ترین کارستانی کی طرف--- جو اپنے آباؤ اجداد کی اسلام دشمن اور عوام دشمن روایات کو بصد "خشوع وخضوع" سینے سے لگائے پاکستان دشمنی کے مشن پر مامور ہیں--- مظلومیت کی قبا اوڑھے مسیلمہ پنجاب کا یہ پوتا برطانوی آقاؤں سے مسلسل 20 سال سے پاؤنڈوں کے

ساتھ ساتھ "ہمدردی" کی بھیک مانگ رہا ہے۔ یہودی اور صلیبی سرمایہ کار اس کے کشکول میں سالانہ کروڑوں ڈالر کی خیرات ڈال رہے ہیں تاکہ وہ پاکستان دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔

گزشتہ دنوں جب اپنوں کی مہربانی سے "موثر" قوتوں اور "مقتدر" حلقوں نے آئین کو فٹ بال بنا کر مشق ستم شروع کی، ذاتی تحفظات کی پشتیبانی کیلئے شجر آئین کو ترمیموں کے کلہاڑے سے چھیلنا شروع کیا تو مرزا طاہر لینڈ کمپنی کے ہاں بے پایاں مسرت کا اظہار کیا گیا۔ ادھر ترمیمیں بحال ہوتی رہیں ..... ترمیمیں معطل ہوتی رہیں ..... ترمیمیں بحال ہوتی رہیں ..... اور ادھر مرزا طاہر یورپ میں "ترمیموں کے جھرمٹ میں نہال ہوتے رہے۔ ان ترمیموں کی وجہ سے آئین کی عملداری پر یقین رکھنے والے محب وطن عوام خاصے پریشان رہے۔ عوام نے تو سوچنا شروع کر دیا کہ یہ آئین ہے یا مفلس کی قبا ہے جس میں ہر گھڑی ترمیموں کے پیوند لگے جاتے ہیں۔ مغربی آقاؤں کی خوشنودی ہی کو خوشحالی کی ضمانت سمجھنے والے "مہربانوں" کی وجہ سے دینی حلقوں میں تشویش اور اضطراب پایا جاتا ہے کہ ترمیموں کو معطل کرنے کے چکر میں کہیں آئین سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی ترمیم کی بھی چھٹی نہ کروا دی جائے۔۔ ۔ وہ تو خدا بھلا کرے آئین کے محافظوں کا کہ انہوں نے عارضی سپیڈ بریکر "تعمیر" کر دیئے ورنہ جوش جنوں میں دیوانے ہر ترمیم کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کیلئے بے تاب تھے۔

اب جبکہ میاں محمد نواز شریف اپنے اقتدار کی کشتی بحران سے بخیر و خوبی باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کے کچھ ہم نوا کچھ لوگوں پر غداری کے مقدمات بنانے کی درفنطنیاں بھی چھوڑ رہے ہیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ آئین سے غداری کا یہ مقدمہ کس پر بنوایا جائے گا؟ مژدہ ہو کہ بہار کے امکان روشن ہو چکے ہیں اور مرزا طاہر اپنے ہاتھوں یہ پھندا اپنی گردن میں ڈالنے کیلئے "بقید ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے "تیار ہو چکے ہیں۔ ایک مبینہ معاہدے کے تحت امریکہ اگر ایمل کانسی اور یوسف رمزی ... سے اٹھا کر لیجا سکتا ہے اور سزائے موت تک دلوا سکتا ہے تو آخر حکومت پاکستان کیلئے کیا عذر مانع ہے کہ وہ ریڈ وارنٹ جاری کرکے انٹرپول کے ذریعے مرزا طاہر کو گرفتار کرکے پاکستان نہیں لا سکتی اور آئین سے غداری کے جرم میں مقدمہ نہیں چلا سکتی۔ سب جانتے ہیں کہ آئین سے غداری قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ قادیانی گستاخ تنظیم کے گاڈ فادر، کارلوس کے مشرقی ایڈیشن مرزا طاہر نے امریش پوری کے لہجے میں بڑھک بازی کرکے آئین پاکستان کی توہین کی ہے۔

14 کروڑ پابند آئین پاکستانی عوام ارباب حکومت، ارباب سیاست اور ارباب حل و عقد سے یہ استفسار کرنے میں حق بجانب ہیں کہ "کیا فرماتے ہیں علمائے آئین و سیاست بیچ اس مسئلہ کے کہ مذکورہ بالا خرافات کے مرتکب شخص پر آئین سے غداری کا مقدمہ چلنا چاہئے یا بنیادی انسانی حقوق کے تحت آئین کے خلاف دریدہ دہنی "جائز" قرار دیدی گئی ہے۔ مزید یہ کہ آئین کا استحقاق مجروح کرنے والا مجرم طاہر قابل مواخذہ ہے یا نہیں .... یا ارباب اقتدار و اختیار نے اس آئین شکن اور پاکستان دشمن "فیل بدلگام" کو کھل کھیلنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے؟۔

جواب کے منتظر سائلین
14 کروڑ عوام پاکستان

منگل 9 دسمبر 1997ء

Daily DIN Lahore

پاکستان اور آئینِ پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں

وفاقی وزیر مذہبی امور سینیٹر راجہ ظفرالحق نے کہا ہے کہ قادیانی ملک توڑنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ قادیانی ٹولہ کے امیر مرزا طاہر احمد کے پاکستان ٹوٹنے کے متعلق بیان کا حوالہ دیتے ہوئے راجہ ظفرالحق نے اتوار کے روز اسلام آباد میں کہا کہ قبل ازیں بعض حلقے یہ الزام عاید کرتے رہے ہیں کہ جب سے قادیانیوں کو آئینی ترمیم کے ذریعے "کافر" قرار دیا گیا ہے' وہ پاکستان کی خیر خواہی کے بجائے پاکستان کو توڑنے کی سازشوں میں مصروف رہے ہیں تاہم اس الزام پر یقین نہیں آتا تھا لیکن مرزا طاہر احمد کے بیان کے بعد قادیانیوں پر ملک توڑنے کی سازش پر یقین کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ لیکن حکومت اس بارے میں کوئی لائحہ عمل یا پالیسی اس صورت میں تیار کرے گی جب مرزا طاہر احمد کے بیان کی تصدیق کرلی جائے گی۔ قادیانی فرقہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے جمعہ (5 دسمبر) کے روز لندن سے ڈش کے ذریعے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمیں پوری توقع تھی کہ جمعہ تک پاکستان کا آئین ختم ہوجائے گا جس میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے لیکن خدا نے تاخیر کردی۔ "یہ آئین اگر برقرار رہا تو پاکستان نہیں رہے گا۔ یہ آئین ردی کا ٹکڑا ہے۔ اگر پاکستان کا یہ آئین اور قانون اسی طرح ہمارے حقوق چاٹتا رہا تو ملک کو بھی چاٹ جائیگا۔ بحران ابھی ٹلا نہیں بلکہ جاری ہے۔"

مرزا طاہر احمد نے لندن میں بیٹھ کر پاکستان کی سلامتی اور پاکستان کے آئین کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ بلاشبہ قابلِ مذمت ہے اور حکومتِ پاکستان کو اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہئے۔ ملک کی نامور دینی اور سیاسی شخصیتوں جماعت اسلامی پنجاب کے امیر حافظ محمد ادریس' جے یو آئی کے رہنما مولانا محمد اجمل خاں' مجلس احرارِ اسلام کے سربراہ عطاء المحسن بخاری' سید محمد کفیل بخاری' عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل مولانا عزیز الرحمان جالندھری' انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے جنرل سیکرٹری مولانا منظور احمد چنیوٹی ایم پی اے' جمعیت العلمائے اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمان' عوامی قیادت کے جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ اور ملک کے متعدد نامور وکلاء نے مرزا طاہر احمد کے بیان کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس بیان سے پاکستان کی سلامتی اور بقاء کے بارے میں قادیانیوں کے عزائم کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا ہے کہ عدلیہ' پارلیمینٹ اور صدر پاکستان کے درمیان اختلافات کی خلیج پیدا کرنے اور ملک کو گزشتہ دنوں درپیش رہنے والے بحران میں بھی قادیانیوں کا ہاتھ تھا۔ جسٹس (ر) رفیق احمد تارڑ نے کہا کہ مرزا طاہر احمد کے بیان سے ظاہر ہوگیا ہے کہ بحران کی جو "کھچڑی" پکائی گئی تھی' اس کے لئے دال' چاول اور ایندھن کہاں سے فراہم کیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ الزام بھی لگایا کہ اس بحران کے ایک "کردار" کے نام ابو ظہبی کے ایک تاجر نے دو کروڑ درہم کا چیک جاری کیا تھا۔ حکومت کو اس بارے میں تحقیقات کرانی چاہئے اور اس کردار کے امریکہ میں موجود بچوں کے اثاثوں کی بھی تحقیقات ہونی چاہئے تاکہ پاکستان کے خلاف سازشیں کرنیوالوں کو عوام کے سامنے بے نقاب کیا جاسکے۔

وفاقی وزیر مذہبی امور نے قادیانیوں کے ملک کے خلاف سازشوں میں ملوث ہونے کی جو بات کی ہے' ملک کے تمام سیاسی و دینی رہنما اس سے اتفاق کریں گے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ قادیانی اس ملک کے کلیدی اور نہایت حساس عہدوں پر فائز رہے ہیں اور آج بھی درجنوں قادیانی مملکت کے اہم عہدوں پر کام کررہے ہیں لیکن ان کی وفاداریاں پاکستان کے ساتھ نہیں۔ "ڈش" کے ذریعے مرزا طاہر احمد کا خطاب نئی بات نہیں اور پاکستان میں ان کے پیروکار ان کا خطاب سنتے رہتے ہیں۔ "ڈش" کے ذریعے قادیانی فرقہ روزانہ نصف سے ایک گھنٹے کے پروگرام نشر کرتا ہے جن میں قادیانیوں کے لئے ہدایات بھی ہوتی ہیں۔ پاکستان اور آئین پاکستان کے ٹوٹنے کی بات کرکے مرزا طاہر احمد نے اپنے پیروکاروں کو یہ اشارہ دیا ہے کہ وہ ایسی قوتوں سے تعاون کریں جو مملکتِ خداداد کو کسی نہ کسی طور نقصان پہنچانے میں ملوث رہی ہیں۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے

کہ پاکستان میں دہشت گردی کے بعض سنگین واقعات کے سلسلے میں بھی قادیانیوں کے متعلق شکوک کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے وہ بھی ان واقعات میں ملوث ہیں۔

ہم حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور ججوں پر مشتمل ایک کمیشن قائم کیا جائے جو حالیہ افسوسناک بحران میں قادیانیوں کے کردار کا جائزہ لے۔ جسٹس (ر) رفیق تارڑ کو بھی اس کمیشن میں طلب کیا جائے تاکہ وہ کمیشن کو اپنی معلومات سے آگاہ کریں اور ان کے بیان کی بنیاد پر تحقیقات کو آگے بڑھایا جائے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور نے مرزا طاہر احمد کے بیان کی تصدیق کی بات کی ہے۔ مرزا طاہر احمد کا بیان سیٹلائٹ کے ذریعے نشر کیا جاتا ہے اور پوری دنیا کے قادیانی اسے سنتے ہیں۔ اس کا ریکارڈ بھی کسی قادیانی سے ہی مل سکتا ہے جو موجودہ حالات میں ممکن نہیں۔ ہاں اگر حکومت کمیشن کے قیام کا اعلان کر دے تو ممکن ہے اس بیان کے بارے میں مزید معلومات حکومت کو حاصل ہو سکیں۔ ایسے کمیشن کا قیام اس لئے بھی ضروری ہے کہ مستقبل میں ملک، آئین اور حکومت کے خلاف ایسی سازشوں کا سدباب ہو سکے جو حالیہ بحران کی تہہ میں کارفرما تھیں اور جن کے باعث قوم کو شدید سیاسی اور معاشی نقصان پہنچا ہے۔ روزنامہ خبریں 9 دسمبر 97ء

حافظ سرفراز صاحب وفات پاگئے۔

محترم حافظ سرفراز صاحب مہتمم مدرسہ جامعہ فاروقیہ محلہ حافظ آباد بھکر مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۷ء صبح چار بجکر دس منٹ پر ڈیرہ اسمٰعیل خان ہسپتال میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

بھکر میں حافظ صاحب اکابرین کی جیتی جاگتی نشانی تھے۔ آپ ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ حافظ غلام قادر صاحب سے بستی لنڈی نشیب دریا خان میں قرآن مجید حفظ کیا اور اس کے بعد اپنی بستی ڈھنڈیاں نشیب میں درس شروع کیا ریلوے اسٹیشن بھکر کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔ اسی کے ساتھ مسجد ریلوے میں قرآن مجید کی تعلیم دینی شروع کی اور اس کے ساتھ انجمن سکول بھکر میں بھی قرآن مجید کی تعلیم دی بھکر کے مدرسہ مشہور شمالی عیدگاہ میں تقریباً" ۱۳ سال تک حفظ قرآن کی تدریس کرائی۔

۱۹۶۶ء میں بھکر شہر کے شمال کی جانب ایک بے آباد ٹبہ پر مسجد اور مدرسہ کی بنیاد رکھی اور جب یہاں آبادی شروع ہو گئی تو حافظ صاحب کے نام کی وجہ سے اس محلہ کو محلہ حافظ آباد کہا جانے لگا۔ حافظ صاحب کا تعلق ہمیشہ علماء حق سے رہا جب علاقہ کچھ کے راستے پر آشوب ہوتے تھے تو حافظ صاحب حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نور الحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کرام کو ان دشوار گزار راستوں سے اس علاقہ میں لے جاتے اور لوگوں کے عقائد درست کراتے رہتے تھے۔

بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ جانشین حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، تمام حافظ قاری اور عالم اور اب پوتے اور نواسے بھی حافظ ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم سے خاص شفقت تھا۔ دو دن میں ایک قرآن ختم کا معمول تھا اور جس دن وفات ہوئی اسی رات بھی اپنے پوتے عبدالرؤف سے رمضان المبارک کی تیاری کے سلسلہ میں تیرھواں سپارہ سنا۔ حافظ صاحب کی وفات سے بھکر شہر میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین (دین محمد فریدی)

مولانا اللہ وسایا

رواداری کی وسعت اور قادیانی (1)

جناب اصغر علی گھرال کا تین قسطوں میں ایک مضمون "...اور پاکستان بدنام ہو رہا ہے..." روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوا۔ محترم گھرال صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنماؤں کے ایک اخباری بیان کو بنیاد بنا کر اپنا زور قلم قادیانیوں کی حمایت پر قربان کر دیا ہے۔ موصوف اپنے مضمون میں اپنی ایک کتاب میں درج کئے گئے ایک باب اور اس سے پہلے اخبارات میں مضامین کے ذریعہ قادیانیوں کی وکالت کے "مقدس فریضہ" کو ادا کرنے پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

گھرال صاحب ایسے دانشور حضرات کے بارے میں یہ باور کرنا تو خاصا مشکل ہے کہ وہ قادیانیوں کے کیس کو نہیں سمجھتے' تو پھر یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ وہ جان بوجھ کر قادیانیوں کی ناجائز حمایت کر کے جو فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اس کے "پس پردہ عوامل" کا تجزیہ کرنا ہمارے ملک عزیز کے دانشوروں کے ذمہ ہے' انہوں نے اپنے مضمون میں جو نکات اٹھائے ہیں ان کا جواب تفصیل طلب ہے۔ ان نکات پر ترتیب وار کچھ کہنے سے قبل چند بنیادی گزارشات پیش کرنا ضروری ہے تاکہ زیر بحث مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

نمبر1۔ اللہ رب العزت نے نبوت و رسالت کے سلسلہ کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اس کی انتہا رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس پر ہوئی۔ آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ مکمل ہو گیا۔ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اسے شریعت کی اصطلاح میں ختم نبوت کا عقیدہ کہا جاتا ہے۔ یہ دین کا اتنا بنیادی اور اہم مسئلہ ہے۔ کہ اس مسئلہ کے لئے قرآن مجید میں ایک سو آیت کریمہ اور ذخیرہ احادیث میں دو سو احادیث مبارکہ ہیں جن میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ گویا آپ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے اس کا اسلام اور اہل اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ امت مسلمہ کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پہلا اجماع اس پر منعقد ہوا۔

مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جنگ لڑی گئی۔ اور جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں کے وجود سے اللہ رب العزت کی دھرتی کو

پاک کردیا گیا۔ اس پر کوئی ہزار بار تیخ پا ہو‘ زور قلم صرف کرے‘ دل کا غبار نکالے‘ بہر حال یہ ایک واقعہ ہے اسلام کی اور مسلمانوں کی پہلی خلافت میں جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا گیا۔ پھر چودہ سو سال کی اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ اگر کہیں پر اسلامی حکومت میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو پہلی خلافت کے عمل کو دہرایا گیا۔ برصغیر میں مسلمان محکوم و مظلوم قوم تھی۔ انگریز شاطر غاصب نے ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کو ”وحی کی سند جواز“ مہیا کرنے کے لئے مرزا غلام احمد سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ اور ایک کاسہ لیس ٹوڈی کا کردار کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔

انگریز کی اطاعت کو فرض‘ جہاد کو حرام قرار دیا۔ اور انگریز کی مدح و توصیف و قصیدہ خانی میں وہ سوقیانہ انداز اختیار کیا جو آج بھی قادیانیت کی پیشانی پر ندامت کے پسینہ کا درجہ رکھتا ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کے وجود کو زمین کا نور قرار دیا۔ خود کو آسمان کا نور کہا اور اپنی آمد کو ملکہ وکٹوریہ کی روحانی کشش قرار دیا۔ اس وقت جو قوم کے مقتدر راہنما انگریز کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ ان کے خلاف مرزا قادیانی نے وہ گندی زبان استعمال کی۔ جسے سوائے یاوہ گوئی اور بیہودگی کے اور کوئی نام دینا ممکن نہیں۔ ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی پالیسی انگریز حکومت کی کامیاب رہی۔ امت کو قادیانیت کے فتنہ میں مبتلا کردیا گیا۔ توجہ فرمائیے کہ قادیانیت کسی مذہب‘ فرقہ و گروہ کا نام نہیں۔ بلکہ انگریز کی پیدا کردہ اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف ایک ”بغاوت“ کا نام قادیانیت ہے۔

اسلام اور قادیانیت نمبر۱ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ محمد عربی ﷺ اللہ رب العزت کے نبی تھے۔ اس کے مقابلے میں قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ ہی کی طرح مرزا غلام احمد بھی اللہ کا نبی ہے۔

نمبر۲ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جن لوگوں نے رحمت عالم ﷺ کو دیکھا وہ جماعت صحابہ کرام ؓ کہلاتی ہے۔ قادیانی جماعت کا موقف ہے کہ مرزا غلام احمد کے دیکھنے والے بھی صحابی ہیں۔

نمبر۳ مسلمان رحمت عالم ﷺ کے خاندان کو اہل بیت ؓ اور ازواج مطہرات کو امہات المومنین ؓ کے قرآنی نام و اعزاز سے جانتے مانتے اور پکارتے ہیں۔ جب کہ قادیانی جماعت مرزا غلام احمد کے خاندان کو اہل بیت اور اس کی بیوی کو ام المومنین قرار دیتے ہیں۔ سیدہ النساء اور پنجتن پاک کے القابات مرزا کے گھرانہ کے لئے استعمال میں لاتے ہیں۔

نمبر۴ مسلمانوں کے نزدیک جو شخص رحمت عالم ﷺ کو نہیں مانتا اس کی نجات نہیں ہوگی۔ جبکہ قادیانی جماعت کا موقف ہے جو شخص مرزا غلام احمد کو نہیں مانتا اس کی نجات نہیں ہوگی۔ گویا عملاً ”کلمہ طیبہ اور محمد ﷺ کی

ذات اقدس قادیانیوں کے نزدیک اب مدار نجات نہ رہی بلکہ وہ عضو معطل ہیں۔ اور مدار نجات مرزا غلام احمد قادیانی ہے (معاذاللہ)۔

نمبر۵ مسلمانوں کے نزدیک مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ عظمت والے شہر ہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی چھاتیوں سے دودھ (رشد و ہدایت کا) خشک ہوگیا۔ اور اب ارض حرم اور **ظلی** حج کا مقام قادیان ہے۔

نمبر۶ مسلمان ہونے کے لئے محمد عربی ﷺ کو ماننا ضروری ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک جو شخص مرزا غلام احمد کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔

نمبر۷ مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید اللہ کی کتاب اور خطاؤں سے پاک ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی بھی خدائی کلام اور خطاؤں سے پاک ہے۔ گویا 'نبی' رسول 'اسلام' مسلمان 'صحابہ' اہل بیت 'امہات المومنین' سیدہ النسا 'پنجتن' حرمین شریفین 'ارض حرم' وغیرہ ان تمام اسلامی اصطلاحات کے مفہوم و مصداق قادیانیوں کے نزدیک بدل گئے۔ الفاظ قادیانیوں نے وہی بحال رکھے لیکن ان کا استعمال بدل دیا۔ جس طرح ایک شخص پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے ملک کے حوالہ سے بات کرے۔ اور صدر مملکت کا لفظ استعمال کرکے اس سے مراد بجائے چوہدری محمد رفیق تارڑ کے موسیو بشیر لے۔ چیف جسٹس سے جسٹس اجمل میاں کی بجائے دراب پٹیل کو مراد لے اور پاکستان سے مراد قادیان لے' تو کیا صدر مملکت' چیف جسٹس' اور پاکستان کے الفاظ باقی رکھ کر ان کا مصداق اور مفہوم بدلنے والا شخص کسی رعایت کا مستحق ہے۔ یا قابل گردن زدنی ہے۔

محترم گھرال صاحب کے گھر ایک غیر شخص جائے اور جاکر ان کی اولاد سے مطالبہ کرے کہ مجھے گھرال یعنی اپنا والد تسلیم کرلو اور جو حقوق ان کو حاصل تھے وہ میرے مان لو' تو اس وقت جو ان کی اولاد کے جذبات ہوں گے وہی اس وقت مسلمانوں کے ہوتے ہیں۔ جب ان تمام اعزازات والقابات کو قادیانی اپنے من پسند افراد پر منطبق کرتے ہیں۔ قادیانی کیس کو رواداری نہیں بلکہ غیرت ایمانی اور امت مسلمہ کی بقاء کے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔

ہندوستان میں انگریز کی حکومت تھی۔ اس لئے مسلمان ایک جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں کے متعلق اس فیصلہ پر عمل درآمد ہوتا نہ دیکھ سکے۔ جو ایک خالص اسلامی حکومت وخلافت کا امتیاز ہوتا ہے۔ محترم ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ جس طرح ایک مملکت کے باغی کی سزا قتل یا حبس دوام ہے۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا باغی (مرتد و زندیق) کی سزا بھی قتل ہے۔ اگر مملکت اپنے باغیوں کو سزا نہ دے تو مملکت کا نظام تباہ ہوجاتا ہے۔ اس طرح اگر خداند کریم اور محمد ﷺ کے باغی کو اسلام قابل گردن زدنی قرار نہ دے تو اسلام کا حلیہ بگڑ جائے۔

اب اگر امریکہ ہیرو شیما پر بم برسائے۔ ویت نام کو اجاڑ دے۔ عراق میں مسلمانوں کا قتل عام ہو‘ بوسنیا‘ چیچنیا میں اسلام کا نام لینے والوں پر زمین تنگ کردی جائے‘ کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں۔ تو محترم گھرال صاحب قادیانی شوہر رکھنے والی عاصمہ جہانگیر‘ دراب پٹیل کے حقوق انسانی کا جذبہ کاغذ سیاہ کرنے‘ مضمون لکھنے کے لئے‘ ان مغربی ممالک کے خلاف بات کرنے کے لئے‘ بیدار نہیں ہوتا۔ لے دے کر اگر پاکستانی قوم قادیانیوں سے اتنا مطالبہ کرے کہ جب تم مسلمانوں سے اعتقاداً” وقانوناً” علیحدہ ہو تو مسلمانوں کے القابات ومقدس اصطلاحات کیوں استعمال کرتے ہو یا اپنے کفر کو چھپانے کے لئے اپنے کفر پر اسلام کی چھاپ کا استعمال ترک کردو۔ اس سے مسلمانوں کا تشخص وامتیاز تباہ ہوتا ہے۔ تو اس پر واویلا‘ تنگ نظری کے طعنے‘ حقوق انسانی کا سہارا‘ پریس میں بیانات‘ قادیانیوں کی حمایت میں رات کی نیند کا اڑ جانا آخر کچھ تو ہے جس کی خاطر یہ کیا جارہا ہے۔ قبلہ؟ ہم لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ جس طرح مغربی ممالک بوسنیا‘ چیچنیا‘ کشمیر‘ فلسطین‘ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کا تشخص برباد کررہے ہیں۔ جنگوں اور بموں سے لے کر قرضوں اور بینکوں تک‘ بلو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے لے کر قادیانیت کی حمایت تک‘ اسلامی سزاؤں کے خلاف یاوہ گوئی سے لے کر توہین رسالت کے **مرتکبین** کی حمایت تک‘ ایک ہی سرکار کار فرما ہے۔ اس کے چہرے‘ روپ انداز مختلف ہیں لیکن ان سب کا مطمع نظر صرف اور صرف مسلمانوں اور اسلام کے تشخص کو بدنام اور برباد کرنا ہے اور کچھ نہیں۔ مرزا طاہر یہ کام لندن میں بیٹھ کر کررہا ہے۔ اور اس کی سر سے سر ملا کر جو لوگ یہاں کررہے ہیں وہ دراصل ایک ہی سکہ کے دورخ ہیں۔

قادیانی اور دیگر اقلیتیں نمبر۲ ہندو‘ سکھ‘ پارسی‘ مسیحی‘ بدھ مت‘ وغیرہ وہ اقلیتیں ہیں جو پاکستان کے آئین کی وفادار ہیں۔ ملک عزیز کی سلامتی کو عزیز از جان سمجھتی ہیں۔ ان کی عزت و آبرو مال وجان کی حفاظت کرنا مملکت کے فرائض میں شامل ہے۔ اور بحمدہ تعالیٰ اس سلسلہ میں پاکستانی قوم کا سر فخر سے بلند ہے کہ اقلیتوں کو مملکت یا مملکت کے باسیوں سے کبھی کوئی شکایت نہیں پہنچی۔ کاروبار‘ رہن سہن‘ عبادات ومعاملات‘ ملازمتوں میں ہمیشہ ان کے مقام ومنصب کا احترام کیا گیا ہے۔ چیف جسٹس‘ چیف اسٹاف‘ وزارتوں ایسے اہم مناصب تک ان کی رسائی پر کبھی کوئی معترض نہیں ہوا۔ یہ تمام اقلیتیں اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرکے اپنے حقوق حاصل کررہی ہیں۔ بلکہ ان کے حقوق کی نگہداشت اسلامیان پاکستان کے فرائض میں شامل ہے۔

بخلاف قادیانیوں کے کہ وہ پاکستان کے قانون کو تسلیم نہیں کرتے۔ پاکستان کی مقننہ نے متفقہ طور پر طویل غور و خوض اور قادیانیوں کے موقف کو سن کر جو قانون پاس کیا‘ جس کی ہائی کورٹوں‘ وسپریم کورٹوں نے مختلف کیسوں میں توثیق کی اور اسے سب نے مبنی برحق قرار دیا۔ قادیانی اس قانون کو تسلیم نہیں کرتے۔ کل کی بات ہے مرزا طاہر

کا بیان پاکستانی قوم نے پڑھا کہ وہ آئین کو توڑنے کی سازش میں شریک تھا۔ آئین کو توڑنا وہ عقیدتاً ضروری سمجھتے ہیں۔ آئین نہیں ٹوٹتا تو ملک ٹوٹ جائے گا کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ کوئی قادیانی اقلیتوں میں ووٹ نہیں بنواتا۔ آئین کہتا ہے کہ تم غیر مسلم ہو' وہ کہتے ہیں کہ پورا عالم اسلام جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتا وہ سب غیر مسلم ہیں اور مسلمان صرف مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے ہیں۔

اب خدا لگتی فرمایئے' انصاف وعدل کے نام پر ہم بھیک مانگتے ہیں۔ گھرال صاحب ایسے قادیانیوں کے کرم فرماؤں اور وکیلوں سے کہ قادیانی آئین سے انحراف کریں' بغاوت کریں' آئین کو توڑنے کے درپے ہوں' بصورت دیگر ملک کو توڑنے کی دھمکیاں دیتے ہوں' اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگاتے ہوں' خنزیر کو بکری' شراب کو زم زم کہہ کر تعارف کراتے ہوں ایسے لوگوں سے آئین کے باغیوں جیسا سلوک کرنا چاہیے۔ انہیں آئین کا پابند بنانا چاہیے یا ان کی آئین سے بغاوت کے جرم کو جرم نہ سمجھ کر ان کی حمایت کی جائے اور جو لوگ ان کو آئین کا پابند بنانے کا مطالبہ کریں' انہیں تنگ نظر ملا کہہ کر ان پر پھبتی کسی جائے۔ پھر اعداد وشمار کے اعتبار سے قادیانی کہیں زیادہ ملازمتوں پر فائز ہیں' کہیں زیادہ مراعات حاصل کر رہے ہیں۔ ہائی کورٹ میں ان کے جج ہیں (آئین کو عقیدتاً توڑنے والوں کو آئین کا محافظ بنادیا گیا ہے) ان سب کچھ کے باوجود کیا قادیانی جماعت سے گھرال صاحب ایسے لوگ اتنا نہیں کہہ سکتے کہ جب تم نے اپنا نبی علیحدہ بنالیا ہے تو اپنی اصطلاحات بھی علیحدہ بنالو' تم قادیانیت کے حوالہ سے اپنا تعارف کراؤ۔ مسلمانوں اور اسلام کے حوالہ سے اپنا تعارف کرا کر اسلام کا تشخص کیوں برباد کرتے ہو۔ کیا قادیانی جماعت نے سٹائیٹ پر کبھی کشمیری مسلمانوں' بوسنیائی مسلمانوں کی مظلومیت کی فلم دیکھائی ہے۔ اگر دیکھائیں تو مغربی ممالک بدنام ہوں گے۔ یہ ان کے پروگرام کے خلاف ہے۔ ان کو تو ٹھیکہ پاکستان کو بدنام کرنے کا ملا ہے۔ پاکستان کی بدنامی ان کے فرائض میں شامل ہے۔ اور ان کے حق میں فضا بنانا جناب گھرال صاحب کے ذمہ ہے۔ تلخ کلامی کی معافی چاہتے ہوئے ہمیں صرف اتنا بتایا جائے کہ کیا آئین کا باغی مملکت کے بدنام کنندگان کسی رعایت کے مستحق ہیں یا ان کو آئین کا پابند بنانا لازمی ہے۔ دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو کسی شکایت کا نہ ہونا کیا اس بات کی دلیل نہیں؟ کہ پاکستانی قوم اقلیتوں کے مسئلہ پر اسلام کے قانون کے مطابق فراخ دل ہے۔ قادیانیوں کے مسئلہ پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ کیا اس کی وجہ مسلمان ہیں یا قادیانی؟۔ جب تک اس امر کا حقیقت پسندانہ تجزیہ نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس مسئلہ کا حل نکالنا آسان نہ ہوگا۔ آج قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم کرلیں۔ اپنے آپ کو غیر مسلم اور نان مسلم کے طور پر متعارف کرائیں تمام فسادات ختم ہو جائیں گے۔ آئین کی پاسداری قادیانی نہ کریں اور طعنہ دیا جائے مولوی کو۔ آخر اس کا کوئی جواز ہے؟ گھرال صاحب ایسے دانشور فتنہ پردازوں کو اکسا کر ان کی ناروا نازبرداری کرکے ان کو آئین کا پابند بنانے کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ قادیانی جب تک

یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کو مان کر ہم مسلم معاشرہ کا حصہ ہیں وہ کبھی اسلام کے قریب نہیں آئیں گے۔ جب ان کو یہ باور کرا دیا جائے گا کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کے جوا کو جب تک اپنی گردن سے اتار نہیں پھینکتے اس وقت تک مسلم معاشرہ کا حصہ نہیں بن سکتے۔ اس وقت تک وہ کبھی اپنے رویہ پر نظر ثانی نہیں کریں گے اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر ان کی پیٹھ ٹھونکنا در اصل ان کو اسلام کے قریب لانے سے روکنے کے مترادف ہے۔ انہیں جب تک ذہنی جھٹکا نہیں لگے گا وہ اسلام کے قریب نہیں آئیں گے۔ ڈیرہ غازی خاں کے ایک قصبہ میں قادیانی سردار مسلمانوں کی مسجد میں دفن کیا گیا ہم نے اس کو نکلوایا آپ اسے تنگ نظری قرار دیں لیکن ان کی اولاد کا ایک حصہ قادیانیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا۔ اس لئے کہ ان کو یقین ہو گیا کہ مرزا کو مان کر ہم مسلمان نہیں رہ سکتے۔ یہ ان کی خیر خواہی ہوئی یا دشمنی؟۔ جس طرح ایک ڈاکٹر عمل جراحی سے کسی کا اپریشن کرتا ہے تو مریض کے خون نکلنے اور زخم ہونے کا پروپگنڈہ کی بجائے یہ کیوں باور نہیں کیا جاتا کہ اگر صحت مند بنانا ہے تو اس کے لئے یہ عمل ناگزیر ہے۔ یہ ٹی قیصرانی کے قریب کا واقعہ ہے۔

اب شادن لنڈ ڈیرہ غازی خاں کا جو اس سے قبل کا واقعہ ہے وہ ملاحظہ ہو کہ ایک قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکا۔ بیسیوں افراد وہاں مسلمان ہو گئے۔ انہیں احساس ہو گیا کہ قادیانی ہو کر مسلمان کے طور پر ہمیں مسلم معاشرہ قبول نہیں کر سکتا۔

غرض یہ کہ قادیانی جب تک آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے اس وقت تک یہ تنازعہ رہے گا۔ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنانے کے لئے ہماری سرخ صحافت کو زور قلم صرف کرنا چاہئے۔ اس مسئلہ پر وہ کیوں خاموشی اختیار کرتے ہیں؟۔ کیا ان کے نزدیک آئین کے وفادار اور غدار، محب وطن اور وطن کو بدنام کرنے والے برابر سلوک کے مستحق ہیں؟۔ اگر آپ کے نزدیک برابر ہیں تو یہ بات صرف وہی آدمی کہہ سکتا ہے جس کے نزدیک سیاہ و سفید، دوست و دشمن، حق و باطل، کفر و اسلام میں کوئی تمیز نہ ہو۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس افتاد طبع سے محفوظ فرمائیں۔

نمبر ۳ میں نے نمبر دو میں جو گزارشات کی ہیں یہ موجودہ آئین کے حوالہ سے کی ہیں اب شرعی اعتبار سے قادیانیوں کا جائزہ لیا جائے تو موجودہ غیر مسلم اقلیتیں جیسے مسیحی یا یہودی اور قادیانیوں میں بھی فرق ہے۔ موجودہ مسیحی حضرات کا عقیدہ غلط ہے۔ مگر ان کے نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو سچے تھے۔ وہ گویا ایک سچے نبی کے جھوٹے پیروکار ہوئے۔ موجودہ یہودیوں کا عقیدہ غلط ہے مگر ان کے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے سچے نبی تھے۔ یہ بھی ایک سچے نبی کے جھوٹے پیروکار ہوئے۔

اب قادیانیوں کو دیکھئے کہ ان کا عقیدہ بھی غلط اور جھوٹا ہے اور ان کا نبی بھی جھوٹا تھا۔ چاہے خود یہ جھوٹ میں مرزا کے سچے پیروکار ہوں۔ تو اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو بطور ذمی یا اہل کتاب کے تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اسلام نہ جھوٹے نبی کو تسلیم کرتا ہے اور نہ اس کے جھوٹے پیروکاروں کو تسلیم کرتا ہے۔ اب قادیانیوں کو دوسری غیر مسلم اقلیتوں پر قیاس بھی نہیں کیا جانا چاہئے۔ غرض قانونی شرعی یا واقعاتی کسی بھی طور پر دیکھا جائے قادیانی طبقہ ایک فسادی گروہ اور باغی گروپ ہے جو انگریز نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے برصغیر میں تیار کیا تھا۔ انگریز کی اس معنوی اولاد کو اپنی آنکھوں پر بٹھانا یا دل میں جگہ دینا یہ اس آدمی سے ممکن ہے جو ذہنی طور پر انگریز کا غلام یا ان کے مفادات کا علمبردار ہو۔

قادیانیت اور جاسوسی نمبر۴ مرزا قادیانی کا ایک مرید باصفا عبدالرحمٰن مصری تھا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین نے مصری کی اولاد پر ہاتھ "صاف" کیا اور ان کو تختہ مشق بنایا۔ قدرت کا کرنا کہ اس حادثہ فاجعہ سے مصری کا نوجوان بیٹا جو براہ راست مرزا محمود کا شکار تھا۔ قادیانیت سے دل برداشتہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن مصری تو لاہوری مرزائی بنا' البتہ اس کا بیٹا حافظ بشیر احمد مصری مسلمان ہو گیا۔ مرزا طاہر نے بشیر مصری کو بھی مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اس نے جوابی خط مرزا طاہر کو لکھا جو بارہا شائع ہوا ہے۔ جمعیت اہلحدیث لندن نے اس خط کو شائع کرتے وقت حافظ بشیر احمد مصری سے درخواست کی کہ وہ دیباچہ کے طور پر قادیانیت ترک کرنے کے اسباب تحریر کردیں۔

چنانچہ "فریب قادیانیت" کے نام سے انہوں نے دیباچہ لکھ دیا جو اب مباہلہ کے ساتھ شائع شدہ ہے اس کا یہ اقتباس پیش کر کے میں اپنی گزارشات ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد گھرال صاحب کی طرف سے اٹھائے جانے والے نکات کے ترتیب سے جوابات عرض ہوں گے۔ اقتباس یہ ہے۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ از صفحہ ۴۸)

یوتھ فورس ضلع مانسہرہ

۱۔ نگران — محمد ظہور عثمانی
۲۔ صدر — عبدالرؤف رونی
۳۔ نائب صدر — محمد عابد نعمانی
۴۔ جنرل سیکرٹری — محمد یوسف
۵۔ جائنٹ سیکرٹری — یاسر منظور خٹک
۶۔ خزانچی — محمد عابد نعمانی
۷۔ نشرواشاعت — سید بلال حسین
۸۔ پروگرام منیجر — جہانگیر خان

یوتھ فورس تحصیل مانسہرہ

۱۔ نگران — محمد یوسف
۲۔ صدر — سید بلال حسین
۳۔ نائب صدر — جہانگیر خان
۴۔ جنرل سیکرٹری — احمد اعجاز
۵۔ خزانچی — محمد عابد نعمانی
۶۔ نشرواشاعت — احمد اعجاز
۷۔ انچارج لائبریری — یاسر منظور خٹک

رپورٹ احمد اعجاز

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہم العالی کے خلفا کی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ:

اس ناکارہ نے جن حضرات کو خلافت واجازت دی ہے' ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱ : ... حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی مدظلہ العالی' شیخ الحدیث بنوری ٹاؤن کراچی۔

۲ : ... حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی' مہتمم بنوری ٹاؤن کراچی۔

۳ : ... حضرت مولانا مفتی منیر احمد اخون مدظلہ العالی' ایڈیٹر ماہنامہ "نیاز" کراچی۔

۴ : ... حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان مدظلہ العالی' روزنامہ "جنگ کراچی اقرا" کراچی۔

۵ : ... حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی' دفتر ختم نبوت کراچی۔

۶ : ... حضرت مولانا منظور احمد الحسینی مدظلہ العالی' کنگسٹن مسجد' لندن۔

۷ : ... حضرت مولانا محمد رب نواز جلال پوری مدظلہ العالی' رحمانیہ مسجد لطیف آباد ۵' حیدر آباد۔

۸ : ... حضرت مولانا محمد سلیمان ہوشیار پوری (مرحوم)' ملتان۔

۹ : ... حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ رحیمی (مرحوم)' ساہیوال۔

۱۰ : ... حضرت مولانا قاری محمد یٰسین یوسفی مدظلہ العالی' دارالعلوم نانک واڑہ کراچی۔

۱۱ : ... حضرت مولانا قاری محمد صدیق رحیمی مدظلہ العالی' چک نمبر ۵۳۳' ملتان۔

۱۲ : ... حضرت مولانا محمد حسین حسین پوری مدظلہ العالی' چک نمبر ۵۳۳' ملتان۔

۱۳ : ... حضرت مولانا قاری عطاءاللہ مدظلہ العالی' چک نمبر ۵۳۳' ملتان۔

چند ضروری باتیں

جن حضرات کا اس ناکارہ سے بیعت کا تعلق ہے' خصوصاً" جن حضرات کو اجازت وخلافت دی گئی ہے' ان کی خدمت میں چند باتیں عرض کرتا ہوں' جن کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کریں۔

اٴ... آدمی کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں' اس لئے کوشش کریں کہ ہر سانس کو دم آخریں اور دم واپسیں سمجھیں۔ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے عہدہ اور مرتبہ پر نازنہ کریں' بلکہ تمام دنیاوی مناصب کو ہیچ در ہیچ سمجھیں۔

۱ : ... اپنے ذکر و شغل کی پابندی کریں اور معمولات پر مداومت کریں کہ اس کے بغیر آدمی کسی کام کا نہیں ہوتا۔

۲ : ... خصوصیت کے ساتھ چار چیزوں کی پابندی فرمائیں:

الف : ... تکبیر تحریمہ کا اہتمام' حتی الوسع تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہونی چاہئے' اور سفر و حضر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

ب : ... جو حضرات قرآن کریم کے حافظ ہیں' وہ تین پارہ روزانہ کی پابندی کریں' اور جو حافظ نہیں' وہ ایک پارہ روزانہ کی پابندی کریں۔ جس دن سے مہینہ شروع ہو' اسی دن سے ان کا قرآن کریم شروع کرلیا کریں' اور قرآن

کریم کی تلاوت اپنی دل جمعی کے ساتھ کریں کہ کھانا تو قضا ہو جائے، مگر قرآن کریم کی تلاوت قضا نہ ہو۔

ج : ... "مناجات مقبول" کی ایک منزل روزانہ، اور اگر خدانخواستہ کسی دن قضا ہو جائے تو اگلے دن گزشتہ دن والی منزل بھی پوری کی جائے۔

د : ... "ذریعہ الوصول الیٰ جناب ﷺ" اس ناکارہ کا درود شریف پر رسالہ ہے، اس کی روزانہ ایک منزل کی پابندی کی جائے۔

۴ : ... امام غزالی رحمہ اللہ کے مواعظ و ملفوظات ہمیشہ زیر مطالعہ رکھیں۔

۵ : ... حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے ابتدائی معمولات کے پندرہ نمبر وقتاً "فوقتاً" دیکھتے رہیں، اور ان پر پوری شدت اور سختی کے ساتھ عمل فرمائیں۔ (آخر میں منسلک ہیں)۔

۶ : ... حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی "آپ بیتی" اور فضائل اعمال سے متعلق کتابیں، اور "خصائل نبوی" کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھیں۔ "آپ بیتی" میں نسبت و اجازت کے بارے میں ایک مضمون مذکور ہے، حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ ہمیشہ اس کو دیکھنے کی تاکید فرماتے تھے، اس کو ہمیشہ دیکھتے رہیں، یہاں تک کہ وہ ازبر ہو جائے۔

۷ : ... بعض حضرات کے ناموں کے بارے میں مجھے تردد تھا، چونکہ کافی عرصہ سے ان سے رابطہ نہیں رہا، اور انہوں نے اپنے حالات نہیں لکھے، اس لئے مجازین کی فہرست میں ان کا نام نہیں دیا گیا۔ آئندہ جن حضرات کو مجازین تجویز کیا جائے گا، ان کا نام وقتاً "فوقتاً" شائع ہوتا رہے گا۔

۸ : ... جمعہ کے دن بارہ بجے سے ایک بجے تک مسجد فلاح، نصیر آباد، فیڈرل بی ایریا، بلاک نمبر ۱۴، میں اس ناکارہ کا بیان ہوتا ہے، اس میں شرکت کی کوشش کیا کریں۔

۹ : ... نیز مسجد فلاح، نصیر آباد، فیڈرل بی ایریا، بلاک نمبر ۱۴ میں جمعہ کو عشاء کی نماز کے بعد اور پیر کو عشاء کی نماز کے بعد اس ناکارہ کا درس حدیث ہوتا ہے، اس میں ضرور شرکت کیا کریں۔

۱۰ : ... اسی مسجد میں جمعرات کو عصر کے بعد اصلاحی بیان ہوتا ہے، جو عموماً" حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی کتاب "تربیت السالک" کو دیکھ کر دیا جاتا ہے۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ اس میں شرکت کا اہتمام کیا کریں۔

۱۱ : ... جو حضرات اس ناکارہ سے بیعت ہیں، خصوصاً" جو حضرات مدارس عربیہ میں زیر تعلیم ہیں، وہ ان حضرات، جن کا نام فہرست مجازین میں ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے جس کے ساتھ مناسب ہو، ان سے باقاعدہ تعلق رکھیں، چونکہ فتنوں کا زمانہ ہے، اور فتنوں سے حفاظت اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے رابطہ رکھا جائے۔ کبھی خود رائی سے کام نہ لیں، اور کبھی اپنے اکابر کے منشا کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔

والسلام

محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ

جماعتی سرگرمیاں

نیپال کی راجدھانی کھٹمنڈو میں

عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس

حضرت مولانا سید اسعد مدنی اور نیپال کے وزیراعظم کی شرکت

"پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے"

ملک نیپال کی راجدھانی "کھٹمنڈو" میں مورخہ ۳۰ ر ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۷ء میں "تحفظ ختم نبوت" کے موضوع پر ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ کانفرنس مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال کے زیر اہتمام حسب اعلان شاندار تیاریوں کے ساتھ "راشٹریہ سبھاگرہ" میں حضرت مولانا عبدالعزیز صدیقی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں برصغیر کے ممتاز علماء' دانشوران ملک وملت اور ہزاروں مندوبین حضرات نے شرکت کی۔ ساتھ ہی میزبان ملک "نیپال" کے وزیر اعظم سورج بہادر تھاپا' اپنے تین وزراء اور متعدد ممبران پارلیمنٹ کے ہمراہ شریک کانفرنس ہوئے اور اپنے حوصلہ افزا اعلانات وبیانات کے ذریعہ شرکائے کانفرنس کی عزت افزائی فرمائی۔

معینہ پروگرام کے مطابق اس افتتاحی اجلاس کی صدارت کا آغاز ہوا چاہتا تھا' پورے مجمع کی نگاہیں امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیت علمائے ہند کی آمد پر لگی ہوئی تھیں۔ محکمہ شرعیہ بہار کے قاضی حضرت مولانا انوار الحق قاسی بمع قافلہ استقبالیہ حضرت امیر شریعت ہند کے استقبال کے لئے طیران گاہ پر موجود تھے۔ لیکن اطلاع ملی کہ جہاز کے اترنے میں تاخیر ہے اس لئے وقت کی نزاکت کے پیش نظر حضرت مولانا عبدالعزیز صدیقی صدر مجلس تحفظ ختم نبوت وصدر جلسہ کی اجازت سے ناظم اجلاس حضرت مولانا امیر اللہ اسعدی صدر جمعیت علمائے نیپال نے کانفرنس کی باضابطہ کاروائی شروع کی۔ جناب قاری محمد انوار صاحب صدر مدرسین مدرسہ تجوید القرآن خیروا نے بڑے پر جذب انداز میں تلاوت قرآن پاک فرمائی۔ کلام الٰہی کی صدائے روح پرور سے پورے مجمع پر خشوع وخضوع کی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر جناب قاری ساجد معین نے بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک دلکش ہدیہ نعت پیش کیا۔ ہمالہ کی بلندی پر واقع اس کاشانہ اغیار سے ابھرتی ہوئی ترانہ وحدہ لاشریک کی صدائے بازگشت جب فضائے بسیط میں پھیل کر پربت کی چوٹیوں سے ٹکرائی تو ایسا محسوس ہوا کہ

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

تلاوت قرآن پاک اور ہدیہ نعت کے بعد صدر استقبالیہ جناب حاجی جمال خاں صاحب نے نہایت متانت وسنجیدگی کے ساتھ خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ پھر طے شدہ پروگرام کے مطابق عالیجناب مرزا دلشاد بیگ وزیر تجارت وزراعت نیپال کو مدعو کیا گیا۔ وزیر موصوف

نے بڑے صاف ستھرے اور بے باک انداز میں غرض وغایت بیان کرتے ہوئے انسداد قادیانیت اور عید الفطر وعید الاضحیٰ کی گزیٹیڈ چھٹیاں نیز مسلمانوں کے دیگر واجب حقوق کا مطالبہ وزیر اعظم اور دوسرے وزراء وارباب حکومت کے سامنے رکھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ وزیر موصوف کے بعد مائک پر آنے والے تمام وزراء وارباب حکومت نے وزیر تجارت وزراعت مرزا دلشاد بیگ کے ذریعہ کئے گئے مطالبوں کی پر زور تائید کی۔ بعد ازاں وزیر اعظم نیپال جناب سورج بہادر تھاپا اسٹیج پر تشریف لائے۔ سامعین نے تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے ان کا استقبال کیا وزیر اعظم موصوف نے واضح طور پر فرمایا "نیپال کی تحریک آزادی میں مسلمانوں کا بھی بڑا حصہ ہے اور واقعتاً" انہیں بھی عیدالفطر و عیدالاضحیٰ کی گزیٹیڈ چھٹیاں نیز ان کے واجب حقوق ملنے چاہئیں۔ اور جہاں تک تبدیلی مذہب کا مسئلہ ہے وہ نیپال کے آئین میں لکھا ہوا ہے کہ کوئی کسی کا مذہب زور زبردستی اور لالچ کے ذریعہ تبدیل نہیں کراسکتا ہے۔ یہ ایک قانونی جرم ہے۔ اگر قادیانی مذہب کے ماننے والے لوگ ایسا کررہے ہیں تو انہیں بھی قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ اور ہماری پارٹی اور ہماری حکومت خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں سے ہمدردی رکھتی ہے" اپنی اس حوصلہ افزا تقریر کے بعد وزیر اعظم اپنی دیگر مصروفیات کے سبب شکریئے اور معذرت کے ساتھ رخصت ہوگئے۔

تقاریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ناظم اجلاس نے ایشیا کی سب سے بڑی اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند سے تشریف لائے ہوئے مہمان کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب مدظلہ کو تقریر دلپذیر کی دعوت دی۔ حضرت موصوف کی علمی اور ایمان افروز تقریر سے پورے ہال پر سکوت کا عالم طاری تھا کہ اتنے میں قافلہ استقبالیہ کے ہمراہ جانشین شیخ الاسلام' فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت امیر شریعت کے آتے ہی پوری فضااللہ اکبر اور امیر شریعت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ حضرت تشریف فرما ہوئے اور حضرت مولانا مفتی سعید موصوف کی تقریر جاری رہی۔ اخیر میں حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ نے دعا فرمائی اور پھر ناظم جلسہ نے بصد شکریہ اجلاس کی اس پہلی نشست کے اختتام کا اعلان کیا۔

اجلاس کی دوسری نشست بعد نماز مغرب (بہ وقفہ نماز عشاء) ۱۱ بجے شب تک اور تیسری نشست ۳۱ر اکتوبر ۹۷ صبح ۸ بجے سے (بہ وقفہ نماز جمعہ) عصر کے وقت تک ہوئی۔ یہ دونوں نشستیں نیپالی جامع مسجد میں منعقد ہوئیں۔

دوسری اور تیسری نشست میں بھی کثیر تعداد میں ملک وبیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے علمائے کرام' مندوبین' اور ہزاروں نیپالی مسلمانوں نے شرکت کی اور یہ ثابت کر دیا کہ عقیدہ ختم نبوت اور عشق رسول ﷺ کی بقاء کے لئے ہم پوری طرح سرگرم عمل ہیں اور کسی طرح کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

دوسری نشست کا آغاز جناب قاری محمد ناظم صاحب اور تیسری نشست کا آغاز جناب قاری مولانا امیر اللہ اسعدی نے ہردو نشستوں میں نعت رسول ﷺ اور رد قادیانیت پر ایک نظم پیش کرکے سامعین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ پہلی تقریر بنگلہ دیش سے آئے

ہوئے مہمان جناب حضرت مولانا نورالاسلام قاسمی کی ہوئی۔ دوسری تقریر دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم جناب حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب کی ہوئی۔ تیسری تقریر بعد نماز عشاء حضرت امیر شریعت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کی ہوئی۔ ۸ بجے صبح کے تقریری پروگرام میں جناب مولانا سراج الحق قاسمی' مولانا حشمت اللہ چترویدی' مولانا محمد سلمان مظاہری' حضرت مولانا شیخ عبداللہ مدنی' مولانا حسن حبیب فلاحی' مولانا عبدالقمان سلفی' مولانا محمد عباس ندوی' مولانا اظہارالحق قاسمی کشمیری' جناب حضرت مولانا مفتی محمد اشفاق صاحب قاسمی سرائے میروالے اور حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند قابل ذکر ہیں۔ افسوس کہ وقت کی کمی کے باعث حضرت مولانا انوارالحق قاسمی اور حضرت مولانا شاہ عالم صاحب قاسمی گورکھپوری جیسے جید علماء کی تقریر نہیں ہوسکی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا شمس الدین صاحب کی عدم شرکت کا احساس شدت سے رہا۔

اس عظیم کانفرنس کا ایک اہم اور انفرادی وصف یہ رہا کہ اس میں ہر مکاتب فکر کے علماء حضرات نے شرکت فرمائی اور اس کانفرنس کو مشترکہ بناکر مرزائیوں کے قلع قمع کا عزم مصمم کیا۔

حضرت مولانا نے تقریباً" اپنے دو گھنٹے کی تقریر میں بڑے ہی موثر انداز میں عقیدہ توحید اور عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا" قرآن وحدیث اور مسلمانوں کا یہ حتمی فیصلہ ہے کہ خاتم النبین حضرت محمد ﷺ خدا کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور جو دعوی نبوت کرے وہ جھوٹا ہے اور اس کے سارے متبعین بھی جھوٹے ہیں اور یقیناً" مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین درجہ بدرجہ کذاب' مرتد' زندیق' ملحد' کافر اور فرقہ ضالہ میں داخل ہیں۔ ان سے کسی طرح کا ربط وضبط رکھنا جائز نہیں بلکہ جو مسلمان شعبہ زندگی میں ان کا مکمل بائیکاٹ نہ کرے اور ان کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ پھر دوران تقریر ہی حضرت امیر شریعت نے مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین کے کذاب' مرتد' زندیق' ملحد اور کافر ہونے پر ایک دفتر بے پایاں کھول کر رکھ دیا اور حوالہ بحوالہ ثبوت فراہم کرکے شرکائے اجلاس کو ششدر کر دیا۔ کمال یہ کہ خود مرزائیوں کی کتابوں سے ہی ان کے متضاد بیانات اور جھوٹ کا پلندہ عوام کے سامنے پیش کرکے حضرت نے عوام سے انصاف طلب کیا۔ ایکبار پھر فضا اللہ اکبر اور امیر شریعت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔"

اس موقع پر علمائے نیپال کی ایک خصوصی نشست ہوئی جس میں حضرت قاری سید عثمان صاحب نے علمائے کرام کو ان کے فرائض کا احساس دلاتے ہوئے ان سے کہا۔ آج کا دور ہم اہل ایمان خصوصاً" علمائے کرام کے لئے ازمائش کا دور ہے۔ جہاں طرح طرح کے اور دوسرے فتنے سر ابھار رہے ہیں وہیں یہ فتنہ قادیانیت سامراجی قوتوں کے بل بوتے پر ہمارے لئے آزمائشوں کی علامت بن گیا ہے۔ آج کی یہ عظیم کانفرنس ہمارے لئے ایک لائحہ عمل ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہاں سے جانے کے بعد ہم ملک کے گوشے گوشے اور

کونے کونے میں حق کی آواز پہنچائیں اور اس فتنہ قادیانیت کا تعاقب کریں ورنہ یہ کانفرنس بھی نشستند وگفتند وبرخاستند کے مصداق بن کررہ جائے گی اسی طرح جناب شیخ عبداللہ مدنی جھنڈا نگری اور دوسرے مقتدر علمائے کرام نے عوام کو ایک حوصلہ افزا پیغام دیا اور تحفظ ختم نبوت و رد قادیانیت کی تحریک کو ایک نئی توانائی بخشی۔

ایک اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کانفرنس میں متعدد قادیانی شریک ہوئے جن میں ایک عبدالسلام قادیانی تائب ہوکر حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ سے بیعت ہوئے۔ اس سے قبل بھی نیپال کے مختلف شہروں اور قصبوں میں قادیانیوں کے خلاف منعقد جلسے اور مناظرے کے دوران کئی قادیانی مثلاً" ڈاکٹر مولانا انوارالحق مظاہری اور مولانا مہدی حسن مفتاحی شرف ہدایت پاکر ضلالت وگمراہی سے رجوع کیا۔

درحقیقت یہ کانفرنس ملک نیپال میں اپنی نوعیت وانفرادیت اور حقائق وعمل کے اعتبار سے پہلی کانفرنس ہے جو اتنی کامیاب ہوئی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر اعتبار سے اس عظیم کانفرنس کو تاریخ ساز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور جہاں اس کی کامیابی کا سہرا حضرت مولانا عبدالعزیز صدیقی صدر مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال، احقر (حضرت مولانا) وکیل احمد حسینی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال، حضرت مولانا انوارالحق قاسمی قاضی محکمہ شریعہ بہار حضرت مولانا امیر اللہ اسعدی صدر جمعیت علماء نیپال، جناب حاجی جمال خاں صدر نیپالی جامع مسجد اور حضرت مولانا ظفیرالدین صاحب قاسمی مدرسہ محمودیہ ارجہ پور کے سرہے وہیں اس کی کامیابی میں سب سے بڑا حصہ جناب الحاج ڈاکٹر محمد ظفرالحسن صاحب مدظلہ نائب صدر جمعیت علماء بہار اور مولانا قمرالہدیٰ صاحب خطیب سیمو مسجد کھٹمنڈو، سلیم بابو اور بابو نظام الدین کھٹمنڈو کے تعاون، توجہ، محنت، اور کاوشوں کا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تنہا اگر جناب الحاج ڈاکٹر محمد ظفرالحسن صاحب مدظلہ کی توجہ، کوشش، محنت اور دعائیں نہ ہوتی تو شاید یہ عظیم کانفرنس اتنا سرخرو اور کامیاب نہ ہوتی۔ اور غالباً" الحاج ڈاکٹر موصوف ہی کی خصوصی توجہ اور رہنمائی تھی کہ ملک نیپال کی راجدھانی کھٹمنڈو کی سرزمین پر پہلی بار حضرت امیر شریعت وصدر جمعیت علماء ہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کے قدم مبارک پہنچے اور جناب حاجی جمال خاں سمیت ۳۲ حضرات مشرف بہ بیعت ہوئے اور ملک کی راجدھانی میں فیض وبرکت کا ایک سلسلہ جاری ہوا۔ خدائے پاک قطب عالم حضرت امیر شریعت ہند اور الحاج ڈاکٹر محمد ظفرالحسن صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے تاکہ فیض کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہو۔ (وکیل احمد حسینی نیپال)

کندھ کوٹ سندھ میں رد قادیانیت کورس

مدرسہ عربیہ اسلامیہ خیرالمدارس کندھ کوٹ کی طرف سے ایک ہفتہ کے لئے "ردقادیانیت" کورس منعقد کیا گیا۔ جن کی تعلیمی خدمات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا جمال اللہ الحسینی نے سرانجام دیں۔ جبکہ ان کے معاون عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سانگھڑ کے مبلغ مولانا محمد راشد مدنی تھے۔ اس کورس میں درج ذیل

مضامین پڑھائے گئے۔

(۱) حیات عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل (۲) وفات عیسیٰ علیہ السلام پر مرزا کے شبہات کے جوابات (۳) ختم نبوت کے دلائل از روئے قرآن وحدیث (۴) مرزا قادیانی کے غلیظ عقائد وغیرہ۔ اس کورس میں علماء طلباء سکولوں کے اساتذہ اور شہر کی مساجد کے خطباء نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ کورس کے آخر میں شرکاء سے تحریری امتحان لیا گیا۔ اور کامیاب شرکاء کو مدرسہ کی طرف سے اس کورس میں کامیابی کی اسناد دی گئیں۔

مرزا طاہر پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے

گوجرانوالہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے قائدین نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی فتنہ کے سربراہ مرزا طاہر کے خلاف آئین توڑنے کی سازش پر آئین کی دفعہ ۶ (چھ) کے تحت غداری کا مقدمہ چلایا جائے اور ملک کو قادیانی سازشوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔ انہوں نے یہ مطالبہ ایک اجلاس میں کیا۔ جس کی صدارت امیر مجلس مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد نے کی۔ اجلاس سے قاری محمد یوسف عثمانی، مولانا عبدالقدوس، مولانا عبداللطیف مسعود، محمد اعظم ایڈووکیٹ، حافظ احسان الواحد، حافظ شیخ بشیر احمد، پروفیسر حافظ محمد انور، قاضی منصور احمد، سید احمد حسین زید، چوہدری عبدالغفور آرائیں اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔ اجلاس میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی ایک مدت سے ملک کی سالمیت کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اور ہمارا حکمران طبقہ امریکہ اور یہودی عیسائی لابیوں کی خوش نودی کے لئے انکی ملک دشمن سرگرمیوں پر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی معاشی و اقتصادی اور سیاسی و جغرافیائی استحکام کا تقاضا ہے کہ مرزائی فتنہ کی ان منفی سرگرمیوں کے آگے بند باندھا جائے۔ اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے کسی بھی اقدام سے گریز نہ کیا جائے۔ میاں محمد اسماعیل اختر جمعیت علمائے پاکستان کے رہنما صاحبزادہ سید خورشید احمد شاہ چشتی اور جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کے رہنما مولانا قاری غلام مصطفیٰ وڑائچ نے بھی مرزا طاہر کی ملک دشمن سرگرمیوں پر حکومتی غفلت اور پہلوتہی کی مذمت کی ہے اور مرزا طاہر کو گرفتار کرکے اسکے خلاف غداری کا مقدمہ چلانے اور اسے قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عوام نے حکومت کو قادیانیت کے تحفظ کا مینڈیٹ نہیں دیا۔ بلکہ عوام قادیانی فتنہ سمیت ہر وطن اور دین دشمن قوت کے قلع قمع کی توقع رکھتے ہیں۔

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ و تحصیل کے عہدیداران

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ میں میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد آئندہ سال کے لئے مجلس عاملہ کا انتخاب کیا گیا۔

(باقی ام پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت عالی جناب ڈی سی صاحب خانیوال

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی

خانیوال کی دینی قیادت کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے خانیوال میں قادیانی لوگوں نے کھلے عام تبلیغ' لوگوں کو مرتد بنانے' فتنہ فساد میں مبتلا کرنے کا دھندہ شروع کر رکھا ہے۔ مثلاً

۱۔ ایک قادیانی 'سلیم' جو اشرف بیورج کا مالک ہے۔ کوکا کولا کی اس کے پاس ایجنسی ہے۔ یہ خطرناک آدمی ہے۔ اس نے بدمعاش' اسلحہ' شکاری کتے' پتہ نہیں کیا کچھ ناٹک رچا رکھا ہے۔ اس کے زیر اثر کئی قادیانی لڑکیاں شہر کے مختلف مقامات پر کرایہ پر مکان لیکر فحاشی پھیلا رہی ہیں۔

۲۔ آپ کے دفتر میں 'بشارت بندیشہ' ہیڈ کلرک قادیانی ہے جو معطل ہے آج کل بحالی کے چکر میں ہے۔ سخت کرپٹ اور رشوت خور جنونی قادیانی ہے۔ اپنی کرپشن کی وجہ سے معطل ہوا۔

۳۔ محسن نامی' قادیانی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول خانیوال' سکول میں ٹوپی پہن کر جانے والے طالب علموں کی پٹائی کرتا ہے۔ ان کا بورڈ کو داخلہ نہیں بھیجتا۔ اور دن رات علماء کے خلاف زبان درازی کر کے ماحول کو بگاڑ رہا ہے۔

۴۔ عبدالصمد' نامی قادیانی آر۔ ٹی۔ وی۔ شاپ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ خانیوال سیکنڈ شفٹ میں زیر تعلیم ہے' کئی مسلمان طلباء کو تحفہ' تحائف دیکر گھر لیجا کر ڈیش انٹینا دکھا کر مسلمانوں کو مرتد کر رہا ہے۔

۵۔ باجوہ آئل ملز چک نمبر ۲۴' چک نمبر ۷' چک نمبر ۱۷ خصوصیت سے قادیانی سرگرمیوں کا مرکز ہیں۔ شانتی نگر خانیوال کے مسلم' مسیحی تنازعہ میں ٹربیونل رپورٹ کے مطابق قادیانی ملوث تھا۔ شیعہ' سنی تمام تر فسادات میں قادیانی ملوث ہیں۔ سانحہ مومن پورہ لاہور کے بعد خانیوال میں کھلے عام قادیانی کہہ رہے ہیں کہ اب سنی مولویوں کی باری ہے۔

نمبر۶ تحریک جعفریہ خانیوال کے صدر بدر عباس عابدی کے قاتل واردات کے بعد طارق آباد کی طرف جا کر کالونی میں گم ہو گئے۔ اس کالونی میں سب سے زیادہ قادیانی آباد ہیں۔ کیا آنجناب اپنے وقت سے فرصت نکال کر ان کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

والسلام

فقیر' اللہ وسایا' ناظم دفتر ختم نبوت ملتان

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

بے حساب مرزا

مرزا حساب میں کمزور تھا' اگر کمزور نہ ہوتا تو تحصیل داری کے امتحان میں فیل نہ ہوتا..... ہم یہاں اس کے حساب میں کمزور ہونے کا ثبوت پیش کریں گے اور یہ مزے کی بات آپ کو بتائیں گے کہ مرزا کے حساب میں کمزور ہونے کا اثر مرزائیوں میں بھی سرائیت کرے رہا..... اس بات کا ثبوت بھی پیش کریں گے ..... کیونکہ بات بغیر ثبوت کے مزا نہیں دیتی..... تو لیجئے..... مرزا کی حساب میں کمزوری کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

مرزا نے اپنی کتاب صفحہ کشتی نوح 37 میں لکھا ہے۔

"دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا
انسان مرجاتے ہیں اور کروڑہا اس کے ارادے سے پیدا
ہوجاتے ہیں"۔

آپ جانتے ہیں..... ساعت ایک گھڑی کو کہتے ہیں..... ایک پل یا ایک سیکنڈ کو کہتے ہیں..... اب ذرا حساب لگائیں..... ایک سیکنڈ میں کروڑہا کی بجائے صرف ایک کروڑ ہی گن لیں..... کیونکہ کروڑہا میں تو ان گنت کروڑ شامل ہوتے ہیں..... لہٰذا مرزائی اعتراض کرسکتے ہیں..... چنانچہ ہم بہت محتاط انداز میں ایک کروڑ گن لیتے ہیں..... ایک سیکنڈ میں ایک کروڑ اگر مریں تو چوبیس گھنٹے میں کتنے ہوئے..... صرف چھتیس ارب..... جب کہ کل دنیا کی آبادی اتنی ہے بھی نہیں..... یہ سب تو مرزا کے بقول مر گئے ایک دن میں..... اب ایک ساعت میں کروڑہا پیدا بھی ہوتے ہیں..... چوبیس گھنٹوں میں ارب ہا پیدا ہوگئے..... لیکن یہ جو ارب ہا انسان پیدا ہوتے ہیں..... یہ فوری طور پر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہیں..... پندرہ بیس سال بعد کہیں اولاد پیدا کرنے کے قابل ہوں گے..... جب کہ دوسرے دن میں پھر چھتیس ارب کا صفایا ہوجائے گا..... یعنی صرف تین دن میں ایک کھرب کے قریب بچے مرجائیں گے..... اور دنیا سے انسان ناپید ہوجائیں گے..... لیکن ایسا دنیا میں آج تک نہیں ہوا' لہٰذا مرزا جھوٹا تھا..... بلکہ اس کے تو جھوٹ کے پاؤں تک نہیں تھے اور حساب میں کورا تھا۔

اب مرزائیوں کی سنئے کہ وہ حساب میں کورے کیسے ہیں..... مرزا نے لکھا ہے کہ میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہوئی..... مرزا مرا 1908ء میں..... اور اس کی پیش گوئی یہ تھی کہ میری عمر 80 سال ہوگی' اس سے دو چار سال کم یا زیادہ..... لیکن پیدائش کے سن اور وفات کے سن کے حساب سے مرزا کی عمر صرف 68 سال ہوسکی..... جب کہ مرزائی کہتے ہیں..... مرزا کی عمر 74 یا 75 سال تھی۔

ہوئے نا حساب میں کورے..... ایسے کوروں سے اللہ بچائے آمین..... ثم آمین..... [illegible] کے حساب میں کورا ہونے کا ایک مزے دار ثبوت آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ [illegible]

مسئلہ رفع و نزول مسیح علیہ السلام

از قلم : مولانا عبداللطیف مسعود

- سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات' رفع و نزول' کا قرآن و سنت سے اثبات
- بے شمار تفسیریں' لغوی اور دیگر علمی کتب کے سینکڑوں اقتباسات و حوالہ جات کا مرقع
- قادیانی مرتد قاضی نذیر کی تعلیمی پاکٹ بک کے حصہ "حیات مسیح" کا مکمل و مدلل اور مسکت جواب
- حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ملحدین و منکرین کے تمام اشکالات و مغالطہ جات کا مکمل رد
- کتاب کے دو حصے ہیں' پہلا حصہ ۴۰۸ صفحات پر مشتمل ہے جو قادیانی مرتد قاضی نذیر کی کتاب کے جواب پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ جو ۱۸۴ صفحات پر مشتمل ہے یہ مرتد اعظم مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام میں پیش کردہ تمیں آیات کی تحریف کے رد کو شامل ہے۔
- حصہ اول و دوم پانچ سو بانوے صفحات پر مشتمل یکجا مجلد کتابی شکل میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔
- چہار رنگ کا خوبصورت ٹائٹل
- عمدہ و اعلیٰ سفید کاغذ
- کمپیوٹرائزڈ کتابت
- اعلیٰ و عمدہ نفیس جلد
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی روایات ہیں کہ وہ اپنی کتابوں کو لاگت پر سستے داموں پیش کرتی ہے' مقصود تبلیغ ہے نہ کہ تجارت!
- یہ کتاب بھی انہیں روایات کی حامل ہے' تمام تر خوبیوں کے باوجود تقریباً" چھ سو صفحات کی کتاب کی قیمت صرف ۱۲۰ روپے ہے۔
- کتاب وی پی نہ ہوگی' رقم کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے۔
- تمام مقامی دفاتر سے بھی مل سکتی ہے

ملنے کا پتہ : **ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت**

حضوری باغ روڈ ملتان' فون نمبر 514122